هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۶/ اپریل ۲۰۰۴ء | ۲۵/صفر المظفر ۱۴۲۵ہجری قمری ۞ ۱۶/شہادت ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۱۶

عفو کا طلبگار

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کسی بات پر سخت کلامی ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں بزرگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنی غلطی کی معافی مانگ کر رسول اللہ ﷺ سے استغفار کی درخواست کرنے لگے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب لو کنت متخذا خلیلا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

قرآن شریف تقویٰ کی ہی تعلیم دیتا ہے اور یہی اسکی علّت غائی ہے

قرآن شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہوسکتی ہیں چنانچہ اس کی طرف اشارہ کر کے سعدی کہتا ہے۔ کلید در دوزخ است آں نماز   کہ در چشم مردم گذاری دراز

ریاء الناس کے لئے خواہ کوئی کام بھی کیا جاوے اور اس میں کتنی ہی نیکی ہو وہ بالکل بے سود اور الٹا عذاب کا موجب ہوجاتا ہے۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے فقراء خدا تعالیٰ کے لئے عبادت کرنا ظاہر کرتے ہیں مگر دراصل وہ خدا کے لئے نہیں کرتے بلکہ مخلوق کے واسطے کرتے ہیں انہوں نے عجیب عجیب حالات ان لوگوں کے لکھے ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے لباس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ سفید کپڑے پہنتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ عزت میں فرق آئے گا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر میلے رکھیں گے تو عزت میں فرق آئے گا اس لئے امراء میں داخل ہونے کے واسطے یہ تجویز کرتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنیں مگر ان کو رنگ لیتے ہیں ایسا ہی اپنی عبادتوں کو ظاہر کرنے کے لئے عجیب عجیب راہیں اختیار کرتے ہیں مثلاً روزہ کے ظاہر کرنے کے واسطے وہ کسی کے ہاں کھانے کے وقت پہنچتے ہیں اور وہ کھانے کے لئے اصرار کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کھایئے میں نہیں کھاؤں گا مجھے کچھ عذر ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنے ہوتے ہیں مجھے روزہ ہے۔ اس طرح پر حالات ان کے لکھے ہیں۔ پس دنیا کی خاطر اور اپنی عزت وشہرت کے لئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب نہیں ہوسکتا۔ اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گر گئی ہے عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کے واسطے ہو رہے ہیں اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لے لی ہے اس لئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف اگر ہو تو اسے توڑا جائے۔ جبکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور ہمارے سب اقوال اور افعال اللہ تعالیٰ کے نیچے ہونے ضروری ہیں   پھر ہم دنیا کی پرواہ کیوں کریں؟ جو فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف ہو اس کو دور کر دیا جاوے اور چھوڑا جاوے جو حدود الٰہی اور وصایا رسول ﷺ کے موافق ہوں ان پر عمل کیا جاوے کہ احیائے سنّت اسی کا نام ہے اور جو امور وصایا آنحضرت ﷺ کے احکام کے خلاف نہ ہوں یا اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں اور نہ ان کی ریاکاری مدنظر ہو بلکہ بطور اظہار شکر اور تحدیث بالنعمۃ ہو تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۹۰۔۳۹۱۔ جدید ایڈیشن)

ہر احمدی خواہ وہ کسی میدان میں بھی ہو سچائی اختیار کرے اور دوسروں سے اس میں ممتاز ہو

احمدیہ اسلامک ریڈیو، بورکینا فاسو پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام۔

ہیومینٹی فرسٹ پروگرام کے تحت قائم سنٹرز میں حضور انور ایدہ اللہ کا دورہ اور برموقع ہدایات

بورکینا فاسو میں مختلف ہسپتالوں اور سکولوں کا معائنہ اور ان کی مزید بہتری کے لئے حضور انور کی خصوصی ہدایات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں مغربی افریقہ کے تبلیغی اور تربیتی دورہ پر ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ حضور انور کے دورہ کی کامیابی کے لئے بدستور دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اس دورہ کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور حضور انور ایدہ اللہ بخیر وخوبی واپس تشریف لائیں۔ حضور انور کی مصروفیات کے بارہ میں برکینا فاسو سے آمدہ رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

ساتواں روز ۳۱/مارچ ۲۰۰۴ء بروز بدھ:

حضور انور نے نماز فجر 'مسجد بیت الطاہر' ڈوری (Dori) میں پڑھائی۔ ڈوری شہر کے علاوہ اردگرد کے دیہات سے جو احباب حضور انور کے دیدار کے لئے سفر کی شدید مشکلات کے باوجود پہنچے تھے انہوں نے رات مسجد میں قیام کیا۔ ان سب احباب نے نماز فجر

باقی صفحہ نمبر ۵ پر ملاحظہ فرمائیں

فرمودات خلفاء

چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے بھی دعا کر لینی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''بعض لوگ جو اللہ تعالیٰ کی گو شناخت رکھتے ہیں لیکن پوری شناخت اور عرفان نہیں رکھتے۔ وہ بڑے بڑے اور اہم کاموں کے لئے تو دعا کرتے ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے اور معمولی کاموں کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں ہم اپنی طاقت، اپنے زور اور وسائل سے بجا لا سکتے ہیں۔ لیکن اسلام ہمیں یہ ہدایت دیتا ہے کہ کہ تم اس غلطی میں کبھی نہ پڑنا۔ اگر جوتی کے ایک تسمہ کی بھی تمہیں ضرورت ہے جو ایک آنہ یا دو آنہ میں بازار سے مل جاتا ہے۔ تو تم یہ سمجھو کہ جب تک خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہ ہو تمہیں یہ تسمہ بھی نہیں مل سکتا۔ اس لئے تم جوتی کا وہ تسمہ بھی اپنے رب سے مانگو اور اس کے لئے اس سے دعا کرو۔

ایک قصہ ہے کہ ایک شخص تھا جس کو نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد یاد نہیں تھا کہ ہر کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت طلب کیا کرو۔ اس کی جیب میں پیسے تھے اور ان کی وجہ سے وہ اِترا رہا تھا۔

ایک دفعہ اسے ایک گدھا خریدنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ قریب شہر میں منڈی لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ گدھا خریدنے کے لئے گھر سے نکلا لیکن گھر سے باہر نکلتے ہوئے اس نے خدا تعالیٰ کو یاد نہ کیا۔ نہ اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ وہ شہر کی طرف جا رہا تھا کہ رستہ میں اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے اس سے دریافت کیا۔ تم اس وقت کدھر جا رہے ہو۔ اس نے کہا منڈی سے ایک گدھا خریدنے جا رہا ہوں۔ منڈی میں بہت سے گدھے ہوں گے ان میں سے مَیں اپنی پسند کا ایک گدھا خرید لوں گا۔ اس دوست نے کہا بھئی تم نے یہ فقرے بڑے آرام سے کہہ دئے لیکن خدا تعالیٰ سے دعا نہیں کی۔ تم خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہیں تمہاری پسند کا اور برکت والا گدھا مہیا کر دے۔ اس جاہل آدمی نے جواب دیا 'مجھے دعا کی کیا ضرورت ہے، روپے میری جیب میں ہیں اور گدھا منڈی میں موجود ہے اور پھر میری مرضی بھی گدھا خریدنے کی ہے۔ سو مَیں منڈی کی طرف جا رہا ہوں۔ وہاں سے اپنی پسند کا ایک گدھا خرید لوں گا۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے یا اِنْشَاءَ اللّٰه کہنے کی کیا ضرورت ہے'۔ بہرحال اس نے ایک بڑ ہانکی، کبر و غرور کا مظاہرہ کیا۔ خدا تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

نوافل ۔قرب الٰہی

آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ حضرت بلالؓ سے استفسار فرمایا کہ تم وہ کون سا اچھا عمل کرتے ہو جس کی وجہ سے مجھے جنت میں تمہارے قدموں کی چاپ سننے میں آئی۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مَیں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نفل ضرور ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح مَیں ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور جب بھی میرا وضو ٹوٹتا ہے مَیں فوراً وضو کر لیتا ہوں اور اس وقت بھی دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے اس عابد زاہد کی یہ عاشقانہ بات سن کر فرمایا کہ 'یہی وجہ ہوگی'۔

آنحضرت ﷺ نوافل کی ادائیگی کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"راتوں کو نوافل کی ادائیگی کا اہتمام کیا کرو کیونکہ نوافل کی ادائیگی پہلے بزرگوں کا طریق اور خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ذریعہ، گناہوں سے دور رہنے اور بدیوں سے بچنے کا ذریعہ ہیں"۔

آنحضرت ﷺ کی سنت مقدسہ بھی یہی تھی کہ آپؐ کثرت سے نفل ادا کرتے اور نفلی نمازوں میں قراءت و سجدہ بہت لمبا لمبا کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نوافل قرب الٰہی کے حصول اور دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور خدا کے راستباز بندے ہمیشہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

نفل نماز کے متعلق یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ فجر یعنی پو پھٹنے سے طلوع سورج تک اسی طرح نصف النہار کے وقت یعنی جب سورج عین درمیان میں ہو اور نماز عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے تک نوافل کی ادائیگی منع ہے۔

بعض اوقات یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جب کسی خوش قسمت کو کسی مرکزی مسجد جیسے خانہ کعبہ، مسجد نبوی، مسجد بیت المقدس، مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک قادیان، ربوہ اور پھر ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کا موقع ملے جہاں خلیفۂ وقت نماز پڑھاتے ہوں تو وہاں بڑی رغبت، بڑے خشوع و خضوع سے زیادہ سے زیادہ نفل پڑھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جہاں تک نفلوں اور دعاؤں کی رغبت کا تعلق ہے وہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرماوے لیکن اس سلسلہ میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ایسے مواقع پر بعض اوقات یہ امر مدنظر نہیں رہتا کہ ہم ممنوعہ اوقات میں تو نوافل ادا نہیں کر رہے۔ کیونکہ اصل نیکی تو اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے۔ یہ امر اکثر صبح کی نماز کے وقت دیکھنے میں آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں قادیان اور ربوہ میں اکثر صبح کی نماز کے وقت اور بعض دوسرے اوقات میں بھی یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں نفل ادا نہ کئے جائیں۔

بعض دفعہ یہ غلط فہمی بھی ہو جاتی ہے کہ غالباً صبح کی اذان کے بعد ممنوعہ وقت شروع ہوتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پو پھٹنے یا صبح صادق سے یہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اذان تو بعض دفعہ جلدی بھی ہو جاتی ہے اور اکثر تاخیر سے ہوتی ہے مگر طلوع فجر سے سورج کے اچھی طرح طلوع ہونے تک صرف صبح کی نماز کی چار رکعت یعنی دو سنت اور دو فرض ہی ادا کئے جاتے ہیں۔ اور اس وقت نوافل کی ادائیگی منع ہے۔ جو خوش قسمت اس وقت مسجد میں موجود ہوں وہ خاموشی سے تلاوت قرآن مجید، ذکر الٰہی اور دعا میں مصروف رہ کر اس وقت کو بہترین رنگ میں استعمال کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص و محبت اور خشوع و خضوع سے مقبول عبادات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(عبدالباسط شاہد)

بقیہ:فرمودات خلفاء از صفحہ اول

کے مقابلہ میں اباء کا پہلو اختیار کیا۔ منڈیوں میں ایسے لوگوں کی تلاش میں اور ایسے لوگوں کو سبق دینے کے لئے جیب کترے بھی بہت ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ شخص منڈی گیا تو ایک جیب کترے نے اس کی جیب کتر لی اور اس کا سارا روپیہ نکال لیا اور اس کو علم بھی نہ ہوا۔ اس نے منڈی میں گھوم پھر کر اپنی پسند کا ایک گدھا منتخب کیا۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اسے اپنی پسند کا گدھا مل گیا ہے اس نے سودا چکایا۔ گدھے کا مالک بھی اس کے ہاتھ وہ گدھا فروخت کرنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن جب اس نے رقم نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ رقم چوری ہو چکی تھی۔ اس نے سر نیچے گرایا اور بغیر گدھا خریدے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ رستہ میں اس کا دوست ملا تو وہ کہنے لگا میاں تم منڈی سے گدھا خریدنے گئے تھے ۔لیکن خالی ہاتھ واپس آ رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ اس نے جواب دیا انشاء اللہ مَیں منڈی سے گدھا خریدنے گیا تھا انشاء اللہ ایک جیب کترے نے میری جیب کتر لی۔ انشاء اللہ ساری رقم چوری ہو گئی۔ انشاء اللہ مَیں اپنی پسند کا گدھا نہیں خرید سکا۔ اس لئے انشاء اللہ مَیں گدھا خریدے بغیر اپنے گھر واپس جا رہا ہوں۔

اس واقعہ میں بتایا گیا ہے کہ اس شخص نے کبر اور غرور کا مظاہرہ کیا تھا اور اپنے کبر اور غرور کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے دعا اور مدد و نصرت مانگنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ ....لیکن خدا تعالیٰ نے اسے ایک سبق سکھا دیا۔ اور اگر یہ واقعہ سچا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس شخص کی یہ حقیر ناکامی اسے آئندہ کے لئے عبودیت کے مقام پر فائز رکھنے والی ثابت ہوئی ہو۔ (مشعل راہ جلد دوم صفحہ ۱۰۔۱۱)

نغمہءاستقبال

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پہلے دورہءافریقہ سے ان کی مراجعت کے موقع پر)

یا امیرالمومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
آیہء فتح مبیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

کامرانی کی نئی منزل مبارک ہو تجھے
فرش رہ ہوتا ہوا، ہر دل مبارک ہو تجھے
خواب احمد ﷺ کے امیں ، اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
یا امیر المومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

راہ مولیٰ میں قدم اس شان سے تیرے اٹھے
رُوئے ایماں پر بہار آئی گل تازہ کھلے
آفریں صد آفریں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
یا امیرالمومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

تُو جہاں پہنچا وہیں پر بارش رحمت ہوئی
ساتھ ہے ربّ الوریٰ تیرے گواہی سب نے دی
آسماں ہو کہ زمیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
یا امیرالمومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

تیری خوشبو میں نہائی دم بدم ارض بلالؓ
جگمگائی دُھل کے نور عشق سے صبح وصال
اے غزال عنبریں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
یا امیرالمومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

پرچم اسلام کو رکھا ہے تُو نے پر فشاں
اے سفیر امن عالم کوئی تجھ جیسا کہاں؟
برق پا ، مرد یقیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
یا امیرالمومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

تُو نہیں تھا تو نگاہوں میں کوئی منظر نہ تھا
جو نہ ہو محو دعا ایسا کوئی بھی گھر نہ تھا
آ۔ ہر اک دل کے مکیں اھلاً و سھلاً ۔مرحبا
یا امیرالمومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

میرے مرشد، میرے آقا، میرے دلبر ۔ مرحبا
اے کہ تُو ہے جاں ہماری ۔میرے رہبر ۔ مرحبا
مرحبا۔اے مہ جبیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
آیہء فتح مبیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا
یا امیر المومنیں اھلاً و سھلاً ۔ مرحبا

جمیل الرحمن (ہالینڈ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اپنی نمازوں کو خالص کریں۔ اگر نماز میں ذوق آگیا تو سمجھیں سب کچھ مل گیا۔

تقویٰ کا مطلب ہے نفس کو خطرے سے محفوظ کرنا اور ہر اس چیز سے بچانا جو انسان کو گنہگار کر دے

صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ خود اپنی اصلاح کریں

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۶/مارچ ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۶/امان ۱۳۸۳ہجری شمسی بمقام واگاڈوگو، بورکینافاسو(مغربی افریقہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين – اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾(سورۃ الحجرات آیت: ۱۴)۔اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا لفظ قرآن کریم میں اتنی بار استعمال کیا ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں اور شاید ہی کوئی اور لفظ اتنی بار استعمال ہوا ہو۔مختلف پیرایوں اور مختلف شکلوں میں اس کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے۔ بلکہ ایک مسلمان جب شادی کے بندھن میں بندھتا ہے تو اس وقت نکاح کے خطبہ میں پانچ دفعہ تقویٰ کے بارہ میں ذکر آتا ہے۔تقویٰ کی اہمیت کا اسی بات سے اندازہ کرلیں۔ کیونکہ شادی میں مرد اور عورت ایک نئی زندگی کا آغاز کر رہے ہوتے ہیں اور نہ صرف مرد اور عورت ایک معاہدہ کر رہے ہوتے ہیں بلکہ دو خاندان آپس میں ایک تعلق پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر تقویٰ نہ ہو تو معاشرے میں ایک فساد پیدا ہو جائے۔ پھر ایک مسلمان عورت اور مرد کے ایک تعلق میں بندھنے کے نتیجہ میں نئے وجودوں کی آمد ہوتی ہے۔ اگر ایک مسلمان میاں بیوی تقویٰ پر قائم نہیں رہیں گے تو آنے والی نسل کے متقی ہونے کی کوئی ضمانت نہیں۔ تو خلاصہ یہ کہ تقویٰ ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر خدا تعالیٰ کے ملنے اور اس سے زندہ تعلق جوڑنے کا تصور ہی غلط ہے۔ آج اسی بارے میں چند باتیں کہوں گا۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ تمہاری چھوٹے قبیلوں یا بڑے قبیلوں میں جو تقسیم ہے یہ صرف تمہاری پہچان کے لئے ہے۔

اب دیکھ لیں یہاں افریقہ میں آپ کے ملک کی طرح چھوٹے چھوٹے علاقوں کے چیف ہیں اور پھر کئی چیف کسی بڑے چیف کے ماتحت ہیں۔ اور پھر یہ سب مل کر ملکی سطح پر ایک قوم ہیں۔ اسی طرح دنیا کے تمام ممالک میں بھی اس طرح کی تقسیم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو تقسیم ہے اس کو اپنی بڑائی کی علامت نہ سمجھو۔ تمہاری بڑائی بڑا قبیلہ ہونے یا زیادہ امیر ملک ہونے سے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہی شخص ہے وہی قبیلہ یا وہی قوم ہے جو تقویٰ میں سب سے آگے ہے اور یاد رکھیں کہ تقویٰ کا معیار اپنی نیکیوں کے اظہار سے نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو ہماری ہر حرکت اور فعل سے باخبر بھی ہے اور اس کا علم بھی رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب علم ہے کہ کون سا فعل دکھاوے کی خاطر کیا گیا ہے اور کون سا فعل اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے کیا گیا ہے۔

تقویٰ کے مختصراً معنی بتاتا ہوں۔ تقویٰ کا مطلب ہے نفس کو خطرے سے محفوظ کرنا اور شرعی اصطلاح میں تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو ہر اس چیز سے بچانا جو انسان کو گناہگار بنا دے۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب ممنوعہ اشیاء سے بچا جائے بلکہ اس کے لئے بعض اوقات جائز چیزوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ مثلاً رمضان میں پاک اور جائز چیزوں سے بھی مومن اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ تو بہرحال اصل تقویٰ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر اس چیز سے بچانا جو گناہوں کی طرف لے جائے۔ اور یہ ہر مسلمان کے لئے فرض ہے چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھے گا کہ تم فلاں قوم کے ہو جو امیر ہے اس لئے تمہیں کچھ چھوٹ دی جاتی ہے۔ یا تم فلاں قوم کے ہو جو ترقی یافتہ نہیں اس لئے چھوٹ دی جاتی ہے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے یہ عذر قابل قبول نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے آپ کو ہر برائی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر نیکی کو بجا لانے کے لئے تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہئے۔ تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم امام الزمان کی جماعت میں شامل ہیں۔ یاد رکھیں کہ تمام بری باتوں سے اس وقت بچا جا سکتا ہے جب دل میں خدا تعالیٰ کی خشیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف ہو جس سے اس کی محبت بھی ظاہر ہوتی ہو۔ اور یہ باتیں تب ملتی ہیں جب اس کے آگے جھکا جائے، اس سے مانگا جائے۔ یہ دعا کی جائے کہ اے خدا! میں تیری محبت میں وہ تمام باتیں چھوڑنا چاہتا ہوں جن کے چھوڑنے کا تُو نے حکم دیا ہے۔ اور وہ تمام باتیں اختیار کرنا چاہتا ہوں جن کے کرنے کا تُو نے حکم دیا ہے۔ لیکن تیرا قرب پانے کے لئے بھی تیرا فضل ہونا ضروری ہے۔ اے اللہ! اپنے فضل سے مجھے تقویٰ عطا فرما۔

اگر نمازوں میں رو رو کر اپنے رب سے مانگیں گے تو اپنے وعدوں کے مطابق ضرور ہماری دعائیں سنے گا۔ پس سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنی نمازوں کو، اپنی دعاؤں کو، اس کے لئے خالص کرنا ہوگا۔ اور یہی بنیادی چیز ہے۔ اگر نمازوں میں ذوق اور سکون میسر آ گیا تو سمجھیں سب کچھ مل گیا۔ نمازوں میں خاص طور پر یہ دعا کریں جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا۔ اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو خوب پاک صاف کر دے، اور تُو ہی سب سے بہتر ہے جو اس کو پاک کر سکے۔ (دل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پاک صاف ہو سکتا ہے)۔(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء)۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دلوں کو پاک کرنے کی توفیق دے۔

دلوں کو اللہ تعالیٰ کے نور سے بھرنے کے لئے، یہ دیکھنے کے لئے کہ کون سی باتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور کونسی باتیں ہیں جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم عطا فرمایا ہے ہمیں قرآن شریف سیکھنا اور پڑھنا چاہئے۔ جن کو قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے وہ دوسروں کو سکھائیں۔ قرآن کریم کے درس کو روزانہ جماعتوں میں رواج دیں، چاہے چند منٹ کا ہی ہو تاکہ جو خود پڑھ اور سمجھ نہیں سکتے ان تک بھی یہ خوبصورت تعلیم وضاحت کے ساتھ پہنچ جائے۔ تلاوت قرآن کریم تو بہرحال ہر احمدی کو روزانہ ضرور کرنی چاہئے تاکہ قرآن کریم کی برکات نازل ہوں اور دل تقویٰ سے بھرتے چلے جائیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ بھی فرمایا ہے اگر کوئی شخص مومن نہ بھی ہو اور صرف انصاف سے کام لے کر قرآن دیکھے نہ کہ جہالت، حسد اور بخل سے تو یہ بھی تقویٰ کی ابتدائی شکل ہے تو اگر کوئی شخص انصاف سے قرآن شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو نور ہدایت دے دیتا ہے۔ تو جو ایمان لے آئے ہیں اور تقویٰ کی نظر سے قرآن کریم پڑھتے ہیں ان کے لئے کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم ہدایت نہ دے اور تقویٰ پر نہ چلائے۔ اگر ایک ایمان لانے والے کے دل میں قرآن کریم پڑھ کر اور سن کر نور ہدایت کا جوش پیدا نہیں

ہوتا تو پھر اس کو فکر کرنی چاہئے کہ تقویٰ میں کہیں کمی رہ رہی ہے۔ یہ سوچنا چاہئے کہ ہماری بڑائیاں اور ہماری خود پسندیاں ہمیں اصل تعلیم سے دور لے جارہی ہیں اور ہم میں تقویٰ نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے تو یہ کہہ دیا ہے کہ اس میں متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے تو یہ ہماری غلطی ہے اور ہمارے لئے یہ فکر کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں اجر دینے کا وعدہ بھی کرتا ہے بشرطیکہ ہم اس کی تعلیم کے مطابق ہدایت پر قائم ہوں اور نیکیاں بجالانے والے ہوں جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ﴾ (آل عمران : ۱۱۶) اور جو نیکی بھی وہ کریں گے تو ہرگز ان سے اس کے بارے میں ناشکری کا سلوک نہیں کیا جائے گا اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے تقویٰ پر قائم رہنے اور نیکیاں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم اس کے ہر اس انعام سے حصہ لینے والے ہوں جو اس کے نزدیک ہمارے لئے بہترین ہے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم جہاں بھی رہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور بدی کے بعد نیکی کرو، نیکی بدی کے اثر کو مٹا دیتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبلؒ ۔مسند الانصار۔ حدیث ابی ذرؓ الغفاری)

اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جان بوجھ کر کوئی بدی کر دو اور اس کے بعد کوئی چھوٹی سی نیکی کر کے سمجھو کہ بدی ختم ہوگئی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غلطی سے انجانے میں کوئی بدی ہو جائے اور پھر اس کا احساس ہو، شرمندگی ہو، اللہ کا خوف ہو تو پھر استغفار کرو اور برائیاں نہ کرنے کا عہد کرو تو پھر اس کے اثرات مٹ جائیں گے۔ اسی لئے پہلے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہو تو پھر اللہ تعالیٰ بھول چوک معاف کر دے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے عمل کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کثرت سے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا موجب ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا تقویٰ اور حُسنِ اخلاق۔

یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس ملک کے لوگ بڑے اچھے اخلاق دکھاتے ہیں۔ اگر احمدی ہونے کے بعد اس حُسن اخلاق کے ساتھ آپ میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بھی پیدا ہو جائے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں تو پھر اللہ اور اللہ کا رسول جنت کی بشارت دیتا ہے۔

اگلی بات یہ ہے کہ تقویٰ کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنا اور اُسے صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا کافی نہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی یہ اعلیٰ وصف پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ اگر ہم نے اپنی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق چلانے کی کوشش نہ کی تو ہمارا تقویٰ ہماری ذات تک ہی محدود رہ جائے گا۔ اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلوں میں یہ جاری نہیں رہ سکے گا۔ اگر ہم نے اپنی نسلوں کی صحیح طرح تربیت نہ کی اور ان کو تقویٰ پر قائم نہ کیا تو پھر ہماری نسلیں بگڑ کر پہلے کی طرح ہو جائیں گی جن میں کوئی دین نہیں رہے گا۔ اس لئے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ جو نور ہدایت اس نے حاصل کیا ہے وہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرے تا کہ ہر آنے والی نسل پہلے سے بڑھ کر تقویٰ پر چلنے والی ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دین دار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے۔ اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔ (یعنی نیک نسل نہیں، بدنسل)۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے۔ تب اس کی ایسی خواہش نتیجہ خیز خواہش ہوگی۔ اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں‘‘۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاص طور پر ہم احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہے دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو، اور توبہ واستغفار میں مصروف رہو، نوعِ انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو، راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں۔ اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ (ظاہر ہے جب تک آپ خود اس پر عمل نہیں کریں گے سکھا بھی نہیں سکتے)۔ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۴۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں تقویٰ پر قائم کرے، ہم اپنی نسلوں کی بھی اس طرح تربیت کریں کہ وہ بھی تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والی ہوں۔ اور کبھی ہم یا ہماری نسلیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور جانے والی نہ ہوں۔ ہم سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوں۔ اس کا فضل مانگنے والے ہوں۔ جس مقصد کے لئے یہاں ہم اس جلسے میں اکٹھے ہوئے ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔ سفروں میں اللہ تعالیٰ ہمیں خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور روحانیت اور تقویٰ میں ترقی عطا فرمائے اور جب ہم اپنے گھروں میں پہنچیں تو ہم اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہے ہوں۔ تا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(اس خطبہ کا ترجمہ فرنچ اور لوکل زبان میں ساتھ ساتھ کیا گیا جس کی سعادت ہمارے دو مبلغین مکرم عبدالرشید صاحب انور اور مکرم عمر معاذ کولی بالی صاحب کو ملی۔)

❁❁❁ ......❁...... ❁❁❁

مجلس خدام الاحمدیہ ونوالیوو ریجن جزائر فجی کے ۱۳ویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(طارق احمد رشید ۔مربی سلسلہ فجی)

مورخہ ۱۷،۱۸ جنوری ۲۰۰۴ء کو جماعت احمدیہ فیجی کے ونوالیوو ریجن کی ذیلی تنظیموں کا دوروزہ سالانہ اجتماع احمدیہ سیکنڈری سکول ولووا برانچ میں منعقد ہوا۔ خاکسار نے اجتماع سے دو ماہ قبل ذیلی تنظیموں کے صدران کے ساتھ مل کر میٹنگ کی اور اجتماع کا پروگرام فائنل کیا گیا اور محترم امیر و مشنری انچارج صاحب سے منظوری حاصل کی۔ تیاری اجتماع کے لئے ذیلی تنظیموں کے لئے کلاسز کا انتظام کیا گیا۔ اور اجتماع سے ایک ہفتہ قبل مقام اجتماع پر ایک اجتماعی وقار عمل کیا گیا اس میں کل ۴۰ خدام، اطفال اور انصار نے حصہ لیا۔

پہلا دن

۱۷/ جنوری بروز ہفتہ تمام جماعتوں سے احباب مقام اجتماع میں پہنچے، کھانے کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ اس کے بعد لجنہ وناصرات نے مسجد کے احاطہ میں اپنے اجتماع کا آغاز کیا۔ (جس کی رپورٹ ۲/اپریل ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں دی جاچکی ہے)۔

خدام اور انصار نے احمدیہ سیکنڈری سکول میں اجتماع کا باقاعدہ آغاز کیا۔ نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ فجی محترم نثار خان صاحب نے اجتماع کا افتتاح کیا۔

علمی مقابلہ جات

افتتاحی تقریب کے بعد تمام ذیلی تنظیموں کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ جس میں ناظرہ قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم اور حفظ نظم، مقابلہ تقریر، فی البدیہہ تقریر اور اردو ریڈنگ کے مقابلے شامل تھے۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد مقابلہ سوال و جواب اور مشاہدہ معائنہ ہوا جس میں تمام احباب نے خاص دلچسپی لی۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں فٹ بال، والی بال، رسّہ کشی، میوزیکل چیئرز اور ۱۰۰ میٹر دوڑ اور لمبی چھلانگ کے مقابلے ہوئے۔

اختتامی پروگرام

مورخہ ۱۸/جنوری ۲۰۰۴ء بعد دوپہر ۱۲ بجے اس پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم اور عہد دہرانے کے بعد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور نائب صدر مجلس انصار اللہ نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں اور علمی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے انصار، خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ جس کے بعد نیشنل صدر مجلس انصار اللہ فجی مکرم ڈاکٹر علی بوربیو صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں تمام تنظیموں کو نظام جماعت کی اطاعت بھائی چارے اور محبت کی تعلیم پر توجہ دلائی اور خاکسار نے الوداعی دعا کروائی۔

امسال ریجن کی چار جماعتوں کے علاوہ جزیرہ تاویوئی سے بھی احباب جماعت نے شمولیت اختیار کی۔ کل حاضری انصار، خدام اور اطفال (۱۰۷) اور لجنہ وناصرات کی حاضری (۱۱۱) رہی۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور تمام شامل ہونے والے احباب جماعت انصار، خدام، اطفال، لجنات اور ناصرات کے ایمان اور عمل میں برکت دے۔ آمین

❁❁❁❁

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ از صفحہ اول

حضور انور کی اقتداء میں ادا کی۔ خواتین کے لئے مسجد سے باہر ایک علیحدہ جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی تھی۔ ان احباب جماعت کی تعداد ۶۰۰ سے زائد تھی جو رات یہیں مقیم رہے تھے۔ خوشی و مسرت کا اظہار ان کے چہروں سے ہوتا تھا اور وہ زیادہ سے زیادہ اپنے آقا کا دیدار کرنا چاہتے تھے۔

صبح ۸ بج کر ۴۵ منٹ پر حضور انور نے مشن ہاؤس میں ڈوری ریجن کی مختلف جماعتوں کے صدران اور اماموں کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس موقع پر تصاویر بھی لی گئیں۔

۹ بجے ڈوری سے 'کایا' (Kaya) کے لئے روانگی تھی۔ روانگی سے قبل حضور نے دعا کروائی اور قافلہ 'کایا' کے لئے روانہ ہوا۔ ڈوری سے کایا کا فاصلہ ۱۴۵ کلومیٹر ہے اور اس میں سے ۱۶۰ کلومیٹر کچا راستہ ہے۔ جو گرد و غبار سے اٹا ہوا ہونے کی وجہ سے سفر اور ڈرائیونگ کے لحاظ سے بہت مشکل راستہ ہے۔ یہ راستہ طے کرنے کے بعد پونے تین بجے بعد دوپہر 'کایا' آمد ہوئی۔

فوج اور پولیس کی گاڑیوں نے قافلہ کو اسکورٹ کیا۔ پہلی گاڑی میں ریجنل ڈائریکٹر پولیس خود موجود تھے۔ دوسری گاڑی فوج کی تھی جو قافلہ کے آخر پر تھی جس میں اس علاقہ کے ریجنل کمانڈر خود موجود تھے۔ پولیس اور فوج کی گاڑی صبح دس بجے سے حضور انور کے انتظار میں شہر سے پانچ میل باہر موجود تھیں اور انہوں نے تین بجے تک مسلسل حضور انور کا انتظار کیا۔ شہر میں جہاں جہاں سے حضور انور کی گاڑی نے گزرنا تھا وہاں تمام راستوں اور چوراہوں پر پولیس ڈیوٹی پر موجود تھی اور ٹریفک کو روک دیتی تھی۔ حضور انور کی 'کایا' شہر میں آمد سے قبل اس شہر کے میئر نے ان تمام راستوں کی صفائی کروائی تھی جہاں سے حضور انور نے گزرنا تھا۔

تین بجے حضور ہوٹل کازنڈے (Kazande) پہنچے جہاں علاقہ کے کمشنر، ممبر نیشنل اسمبلی، اس علاقہ کے سب سے بڑے چیف اور ڈویژنل ڈائریکٹر زراعت، ڈویژنل ڈائریکٹر صحت، شہر کے میئر اور کمشنر کے سیکرٹری اور فوج کے کمانڈر نے حضور انور کا استقبال کیا۔ جماعت کی طرف سے ریجن کے مبلغ سلسلہ مکرم ظفر احمد ساہی صاحب، صدر جماعت عیسیٰ سباڈاگو، ریجنل قائد خدام الاحمدیہ اور جماعت کے دوسرے عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے ان سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

چار بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر 'مسجد ھدیٰ' 'کایا' میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے ساتھ ہی مسجد کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ 'کایا' اور اس کے اردگرد کی چالیس جماعتوں سے آئے ہوئے دو ہزار سے زائد احباب جماعت نے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔ اس کے علاوہ ستائیس غیر احمدی دیہات میں سے بھی لوگوں نے جلسہ کے پروگرام میں شرکت کی۔ احباب جماعت بے حد خوش تھے۔ حضور انور کی آمد پر خوشی سے والہانہ انداز میں نعرے بلند کر رہے تھے۔ خواتین اور بچیاں خوش الحانی سے لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہی تھیں اور ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ ان سبھی احباب نے اپنی زندگیوں میں پہلی مرتبہ کسی خلیفۃ المسیح کو دیکھا تھا۔ ہر کوئی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔

نماز کے بعد حضور انور نے مسجد سے ملحقہ قطعہ زمین پر ''احمدیہ مشن ہاؤس'' کا سنگ بنیاد رکھا اور دعا کروائی۔ یہ قطعہ زمین ۶۳۳۵ مربع میٹر ہے جو جماعت احمدیہ کایا کی ملکیت ہے۔

اس کے بعد حضور انور خطاب کے لئے سٹیج پر تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی۔ مسجد کے قریب ہی ایک کھلی جگہ پر جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی جہاں صبح سے ہی جلسہ کا پروگرام جاری تھا جو حضور انور کے خطاب کے ساتھ اختتام پذیر ہونا تھا۔

تلاوت قرآن کریم ایک مقامی خادم نے کی جس کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ سب لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام مہدی کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ بیعت کے نتیجہ میں آپ کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں۔ پہلی نصیحت میں آپ کو یہ کرتا ہوں کہ پنج وقتہ نماز کا اہتمام کریں۔ مرد مساجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کریں۔ جو بچے دس سال سے زائد عمر کے ہیں وہ بھی مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کریں۔ اور والدین نے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کی اور نمازوں کا عادی نہ بنایا تو آخرت میں وہ جوابدہ ہوں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی بچے کا یہ حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے اور کوئی بچہ اس وجہ سے تعلیم نہ چھوڑے کہ اس کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں۔ اگر تعلیم کے حصول میں مالی روک ہو تو مجھے بتائیں۔ انشاء اللہ آپ کو مالی وسائل مہیا کئے جائیں گے۔ علم حاصل کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: 'علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے'۔ فرمایا: مراد یہ ہے کہ چاہے مشکلات ہوں پھر بھی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ تعلیم حاصل کر کے آپ ملک کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اور تبلیغی کام کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی خواہ وہ کسی میدان میں بھی ہو وہ سچائی اختیار کرے اور دوسروں سے اس میں ممتاز ہو۔ اگر وہ تاجر ہے تو وہ ایک سچا اور محنتی تاجر ہو۔ اگر وہ مزدور ہے تو وہ سچا اور محنتی مزدور ہو۔ غرضیکہ ہر میدان میں احمدی دوسروں سے ممتاز نظر آئے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ سچے مسلمان اور ملک کے اچھے شہری بنیں۔ سچے مسلمان یعنی احمدی ہی حقیقی اسلام ہے۔ سچے احمدی مسلمان بنیں۔ آخر پر حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس اپنے گھروں میں لے جائے۔

حضور انور کی اجتماعی دعا کے ساتھ اس ایک روزہ جلسہ کا اختتام ہوا۔

جلسہ میں حضور انور کے خطاب کے دوران ''کامپورے'' (Kampore) گاؤں کے ایک بزرگ مسلسل روتے رہے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہ مَیں نے بہت پاکستانی دیکھے ہیں لیکن یہ شخص پاکستانی نہیں ہے، یہ تو خدا کا آدمی ہے۔ یہ کہتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔

پنڈال کے باہر کے ایریا میں دھوپ اور گرمی تھی لیکن اس کے باوجود پنڈال کے آخری حصہ سے لوگ اٹھ کر سٹیج کے دائیں بائیں آ کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے۔ جب منتظمین نے ان کو توجہ دلائی کہ جا کر پنڈال میں سائے میں بیٹھیں تو انہوں نے کہا کہ ہمیں قریب سے حضور کا دیدار کرنے دیں۔ ہم دھوپ برداشت کر لیں گے۔

پانچ بج کر تیس منٹ پر ہوٹل میں حضور انور کے اعزاز میں ایک عصرانہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں ان تمام معززین نے شرکت کی جو حضور انور کے استقبال کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس کے علاوہ شہر کے چیف امام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے معزز حضرات نے شرکت کی۔

میئر نے حضور انور کی خدمت میں علاقہ کا روایتی مردانہ بیگ اور تیر کمان پیش کئے۔

اس پروگرام سے فارغ ہو کر شام چھ بجے حضور انور ''کایا'' سے واگاڈوگو کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضور انور کے ساتھ ان آنے والے معزز مہمانوں نے تصاویر بنوائیں۔ کایا سے واگاڈوگو کا فاصلہ ۱۰۰ کلومیٹر ہے۔ ساڑھے سات بجے حضور انور واگاڈوگو پہنچے۔ آٹھ بجے حضور نے 'مسجد المہدی'' واگاڈوگو میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائش گاہ Hotel Sofitel تشریف لے گئے۔

یکم/اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعرات:

نماز فجر حضور انور نے مسجد المہدی (واگاڈوگو) میں پڑھائی۔ اور اس کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ نماز ظہر و عصر کے لئے بھی حضور انور اپنے ہوٹل سے مسجد المہدی تشریف لائے۔

دوپہر دو بج کر ۳۵ منٹ پر 'واگاڈوگو' سے 'بوبوجلاسو' (Bobo Dioulasso) کے لئے روانگی ہوئی۔ واگاڈاگو سے بوبوجلاسو کا فاصلہ ۳۶۵ کلومیٹر ہے اور پکی سڑک ہے۔ شام پونے سات بجے حضور انور مع قافلہ بوبوجلاسو پہنچے۔

بوبوجلاسو میں ''اسلامک ریڈیو احمدیہ'' قائم ہے جس کی رینج ۵۰ کلومیٹر تک ہے۔ اپنی منزل مقصود بوبوجلاسو کی طرف بڑھتے ہوئے جونہی ریڈیو کی اس رینج میں داخل ہوئے تو گاڑیوں کے ڈرائیورز نے ریڈیو کو آن کیا تو اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آواز میں تلاوت قرآن کریم لگی ہوئی تھی جس کا جولا زبان میں ساتھ ساتھ ترجمہ ہو رہا تھا۔ اس کے بعد ترانہ سیدی، مشفقی، مرشدی...... نشر ہوا۔ نماز مغرب کے وقت ہوا تو مولانا فیروز عالم صاحب کی آواز میں اذان نشر ہوئی۔ اس دوران قافلہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ چکا تھا۔

بوبوجلاسو میں Ran Hotel میں حضور انور اور وفد کے ممبران کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہاں پر مبلغ سلسلہ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب، صدر جماعت Zono Salif صاحب، مجلس نصرت جہاں کے ڈاکٹر مکرم ذوالفقار صاحب، صدر مجلس انصاراللہ، قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور کا استقبال کیا۔

بوبوجلاسو بورکینافاسو کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ اکانومک سٹیٹس ہے۔ اس شہر میں جماعت کی دو مساجد ہیں۔ جماعت شہر کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ بوبوجلاسو ریجن میں تیس سے زائد جماعتیں ہیں۔ ان تمام جماعتوں کے تین ہزار سے زائد احباب مرد و خواتین حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لئے جماعت کے سنٹرز میں موجود تھے۔

ساڑھے سات بجے حضور انور نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے لئے احمدیہ مسجد بوبوجلاسو پہنچے تو وہاں موجود احباب جماعت نے والہانہ نعروں سے ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کا استقبال کیا۔ ہر چہرے پر خوشی و مسرت نمایاں تھی۔ سبھی احباب بے حد خوش تھے اور حضور انور کے چہرہ مبارک کو دیکھتے جاتے تھے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے تھے۔ بچیاں ترنم کے ساتھ استقبالیہ نغمے پڑھ رہی تھیں۔ بڑا ہی ایمان افروز اور روح پرور منظر تھا۔ حضور انور ہاتھ ہلا ہلا کر سب کے نعروں کا جواب دے رہے تھے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی جائے رہائش Ran Hotel تشریف لے گئے۔

۲/اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد احمدیہ بوبوجلاسو تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ صبح ۹ بجے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

دوپہر ایک بجے حضور انور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد احمدیہ بوبوجلاسو تشریف لائے۔ حضور انور کا خطبہ ٹیلیفون رابطہ کے ذریعہ ایم ٹی اے پر Live نشر ہوا۔ اسی طرح احمدیہ اسلامک ریڈیو بوبوجلاسو نے بھی اس خطبہ جمعہ کو براہ راست نشر کیا۔ نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی اور حضور واپس اپنی قیام گاہ تشریف لے آئے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

شام چھ بجے حضور انور نے احمدیہ مسلم ہسپتال بوبوجلاسو کا معائنہ فرمایا اور مختلف شعبہ جات دیکھے اور ہدایات سے نوازا۔ جب حضور انور ہسپتال پہنچے تو مکرم ڈاکٹر ذوالفقار صاحب نے اپنے سٹاف کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا اور سٹاف کا تعارف کروایا۔ حضور انور نے سب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

ہسپتال کے معائنہ سے فارغ ہو کر حضور انور اسلامک احمدیہ ریڈیو بوبوجلاسو کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ ریڈیو سٹیشن بورکینا فاسو میں ۵۰ کلومیٹر سے زائد ایریا Cover کرتا ہے۔ اس طرح دس لاکھ سے زائد لوگوں تک احمدیت کا پیغام اس ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ پہنچ رہا ہے۔ یہ ریڈیو ہر دلعزیز اور بے حد مقبول ہے۔ اس معائنہ کے دوران حضور انور منتظمین سے تفصیلات دریافت فرماتے رہے اور منتظمین نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اپنا کوئی پیغام Live ریڈیو پر عنایت فرمائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل پیغام دیا جو Live نشر ہوا۔

''ریڈیو اسلامک احمدیہ کے سننے والوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے''۔

ریڈیو سٹیشن کے معائنہ کے بعد حضور باہر تشریف لائے تو Koudogou ریجن کے ''چینما'' (Tyniema) نامی گاؤں کے ایک مخلص دوست جن کا نام مسٹر ادریس تھا حضور انور کی خدمت میں ایک چھڑی اور اپنا اکلوتا بیٹا پیش کیا۔ بیٹے کی عمر ۲۵ سال ہے۔ والد کی خواہش ہے کہ اس کا بچہ جماعت کی خدمت کرے۔ اس شخص کے ذریعہ Tyniema اور Naba Dougou میں احمدیت کا نفاذ ہوا اور جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہ صاحب اپنی بزرگی کی وجہ سے اپنے علاقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء احمدیہ مسجد بوبوجلاسو میں جمع کر کے پڑھائیں اور پھر اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔

رات آٹھ بجے حضور انور کے اعزاز میں جماعت احمدیہ بوبوجلاسو نے ایک عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں عمائدین شہر اور دیگر معزز مہمانوں نے بھی شرکت کی جن میں درج ذیل شخصیات قابل ذکر ہیں:

ہائی کمشنرز، آرچ بشپ، ملٹری کے ریجنل کمانڈر، ریجنل اسسٹنٹ ڈائریکٹر پولیس، ایک سینئر جج، ریجنل ڈائریکٹر کسٹمز اور افسر رابطہ۔

عشائیہ کے بعد حضور انور معزز مہمانوں کے پاس تشریف لے گئے۔ ان سے تعارف حاصل کیا اور ان کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب ۹ بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔

۳ اپریل ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ:

حضور انور نے نماز فجر مسجد احمدیہ بوبوجلاسو میں پڑھائی۔ ۹ بجے صبح بوبوجلاسو سے واگا ڈوگو واپس روانگی کا پروگرام تھا۔ روانگی سے قبل حضور انور ہوٹل سے جہاں حضور کا قیام تھا مشن ہاؤس تشریف لائے جہاں احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد حضور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھی۔ جونہی حضور انور مشن ہاؤس پہنچے تو لوگوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ خواتین اور بچیوں نے مل کر مختلف نغمات پڑھے۔ بچیاں جولا زبان میں یہ نغمہ پڑھ رہی تھیں:

''لوگو سنو امام مہدی آگیا، اس کو قبول کرو۔

آج اس کا خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ہم میں موجود ہے انہیں قبول کرو''۔

حضور انور کچھ دیر بچیوں کے پاس کھڑے رہ کر یہ روح پرور نغمات سنتے رہے۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے دس مستحق ضرورتمند خواتین کو سلائی مشینیں تحفتاً عنایت فرمائیں۔

یہاں سے روانگی سے قبل ایک مخلص احمدی نے ایک بکرا حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور انور نے امیر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ اسے صدقہ کروادیں۔ اس کے بعد واگا ڈوگو کے لئے روانہ ہو کر تقریباً اڑھائی بجے منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

حضور انور نے پانچ بجے مسجد المہدی میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے بعد دفتر تشریف لے گئے اور وزیر صحت Hon. Yoda Alain سے ملاقات کی۔

پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور تقریب افتتاح کے لئے واگا ڈوگو ہسپتال کے کمپاؤنڈ پہنچے جہاں احباب جماعت، مہمانان کرام اور عمائدین شہر حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

تقریب کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کے بعد اس کا فرنچ ترجمہ پیش کیا گیا۔ اور مکرم ڈاکٹر محمود بھنوں نے واگا ڈوگو میں ہسپتال کے تاریخی پس منظر کی روشنی میں تعارف کروایا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے ابتداءً لگائے گئے طبی کیمپوں کا تاریخی جائزہ پیش کیا اور اتھارٹیز نے جس انداز میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا ہے اس کا تفصیلی ذکر کیا اور جس سیکٹر میں یہ ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے کے میئر کی طرف سے اس قطعہ اراضی کے حصول کی تفصیل بتائی۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اب تک میڈیکل کیمپس کے ذریعہ ۴۰ ہزار سے زائد افراد کو مفت طبی مشورہ کے ساتھ ساتھ ادویہ بھی دی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ تعمیر کے لحاظ سے ہسپتال کا نصف منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور بقیہ نصف ابھی تعمیر ہونا باقی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وسیع طبی سہولیات بورکینا فاسو کے عوام کو پہنچانے کا پروگرام ہے۔ جس میں زچہ وبچہ، سرجری اور ایکسریز کے شعبہ جات شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اس مرکز صحت میں طبی مشورہ کی فیس صرف ۲۵۰ فرانک سی ایف ہوگی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کے تعارفی خطاب کے بعد عزت مآب وزیر صحت کو خطاب کی دعوت دی گئی۔

وزیر صحت نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''اس تقریب میں میری شمولیت اس امر کا ثبوت ہے کہ حکومت NGOs اور دیگر ایسوسی ایشنز کی صحت کے شعبہ میں خدمات کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور جماعت احمدیہ کا صحت کے بارہ میں پروگرام حکومتی پروگرام کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیکٹر ۲۵ واگا ڈوگو میں جماعت احمدیہ کے اس مرکز صحت سے دکھی انسانیت کی مدد اور خدمت کا جو دروازہ کھولا گیا ہے حکومت اس اقدام کو سراہتی ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ڈاکٹر بھنوں صاحب نے اپنے تعارف میں ذکر کیا ہے کہ طبی مشورہ کی فیس صرف ۲۵۰ فرانک سی ایف ہوگی۔ یہ حیران کن امر ہے اور جذبہ خدمت کی عکاسی کرتا ہے۔ آخر میں کہا کہ مَیں متمنی ہوں کہ اسی انداز میں آپ کو خدمت کرتے چلے جانے کی توفیق ملتی رہے''۔

وزیر موصوف کے خطاب کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے مدعوئین اور معزز مہمانوں کو خطاب فرمایا:

فرمایا: پروگرام کے لحاظ سے تو مجھے خطاب نہیں کرنا تھا لیکن مہمانوں اور وزیر موصوف کے خطاب کی نسبت سے مناسب خیال کرتا ہوں کہ چند الفاظ کہوں۔ جماعت احمدیہ کا بہت بڑا مقصد علاوہ اللہ کی عبادت کے یہ بھی ہے کہ اس کی مخلوق کی بھی خدمت کی جائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہؒ نے جب ۱۹۷۰ء میں افریقہ کا دورہ کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کی توجہ اس طرف پھیری کہ جماعت احمدیہ کو افریقہ میں سکولوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے۔

۱۹۷۰ء میں جن جن ممالک میں جماعت احمدیہ قائم تھی اسی وقت سے سکولوں اور ہسپتالوں کا اجراء کردیا گیا۔ چونکہ بورکینا فاسو میں اس وقت تک ابھی جماعت کا قیام عمل میں نہ آیا تھا اس لئے یہاں سکول اور ہسپتال شروع نہ کئے جاسکے۔

۱۹۸۹ء میں یہاں جماعت کا باقاعدہ قیام ہوا اور ضروری Farmalities مکمل ہو چکنے کے بعد ۱۹۹۷ء میں ہسپتال کا اجراء ایک کرایہ کی عمارت لے کر کیا گیا۔

اللہ کے فضل سے جماعت کے مراکز صحت انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور یہ خدمت بلا امتیاز رنگ ونسل ومذہب کی جاتی ہے۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ ہمارے ہسپتال آئندہ بھی اسی جذبہ کے تحت خدمت کرتے رہیں گے۔ تعلیم کے میدان میں بھی جماعت کوشش کر رہی ہے اور امسال پانچ پرائمری سکولوں کے قیام کا پروگرام ہے۔ ان سکولوں کے معیار کو بھی بڑھایا جائے گا اور تعداد میں بھی اضافہ ہوگا۔

عزت مآب وزیر صحت میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ باوجود مصروفیات کے ہماری اس تقریب میں تشریف لائے۔

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا: اب ہسپتال کے باقاعدہ افتتاح کی کارروائی کرتے ہیں۔ حضور انور اور پھر وزیر موصوف نے دیگر مہمانوں کی موجودگی میں ہسپتال کی Entrance پر فیتہ کاٹ کر افتتاح کیا اور حضور انور نے اس موقعہ پر دعا کرائی۔ مکرم ڈاکٹر بھنوں صاحب نے اس موقعہ پر تصویری چارٹس کی مدد سے حضور انور، وزیر موصوف اور ٹی وی، ریڈیو کے نمائندگان کو آغاز سے لے کر اختتام تک کے مراحل کی وضاحت کی۔ ایک دوسرے چارٹ کی مدد سے بورکینا فاسو میں فری طبی کیمپس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔ اور ایک تیسرے چارٹ کی مدد سے جماعت احمدیہ کی خدمات خون کے عطیات کے لحاظ سے نمایاں انداز میں پیش کی گئی تھیں۔

ازاں بعد حضور انور نے اس نئے تعمیر شدہ ہسپتال کے تمام شعبہ جات کا معائنہ فرمایا اور مہمانوں کے تاثرات کی کتاب میں تاثرات درج فرمائے۔ آپ کے بعد وزیر موصوف نے بھی اپنے تاثرات قلمبند کئے۔

پروگرام سے قبل حضور انور نے ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندگان کے اس موقع کی مناسبت سے کئے گئے سوالات کے جواب دئے۔ سوال درج ذیل ہیں:

سوال: کیا صحت وتعلیم کے شعبہ میں جماعت کی خدمات احمدیہ تعلیمات کا حصہ ہیں اور یہ کہ آئندہ ان پروگراموں میں وسعت کیسے آئے گی۔

حضور انور نے جواباً فرمایا: دکھی انسانیت کی خدمت اسلامی تعلیم کا حصہ ہے اور چونکہ بورکینا فاسو میں جماعت کا قیام کافی دیر بعد ہوا اس لئے یہ خدمات پہلے انجام نہ دی جاسکیں۔ اب ان پروگراموں میں اضافہ ہوگا اور وسعت بھی آئے گی۔

حضور انور نے افتتاحی تقریب کے اختتام پر ایک پودا اس موقعہ کی یادگار کے طور پر لگایا اور ایک پودا وزیر موصوف نے بھی لگایا۔ اور آخر پر معزز مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو کا شرف بھی پایا۔

اس کے بعد حضور انور نے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور پھر ساڑھے سات بجے شب مسجد المہدی واگا ڈوگو میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

❀❀❀ ......❀...... ❀❀❀

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pioneer Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا شہید

مرزا غلام قادر

(مذکورہ بالا عنوان سے لجنہ اماء اللہ کراچی کے زیر انتظام شائع ہونے والی امتہ الباری ناصر صاحبہ کی کتاب کا ایک ورق (ادارہ)

قادر انجینئرنگ یونیورسٹی کے دوسرے سال میں تھے جب ۲۴ ستمبر ۱۹۸۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے توسط سے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حضور وقف کر دی۔ آپ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی نسل میں سے دوسری سیڑھی کے پہلے بچے تھے جس کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ اس طرح اس گھرانے میں وقف کا سلسلہ جاری رہا آپ کے والد صاحبزادہ مرزا مجید احمد واقف زندگی ہیں پھر قادر نے بطیّب خاطر حیات عزیز اللہ تعالیٰ کو سونپ دی۔ یہ آپ کا ذاتی فیصلہ تھا اور اس ذاتی فیصلے میں برس ہا برس کی والدین کی دعائیں اور تربیت شامل تھی، ایک روحانی سبیل جاری تھی جس کے فیوض آپ کے قلب صافی نے جذب کئے۔ آپ نے حقیقتاً عہد بیعت نبھایا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھا یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان ہیں۔

آپ کے والد صاحب بیان فرماتے ہیں

''وقف قادر نے اپنی مرضی سے کیا تھا ہماری طرف سے قطعاً اُسے نہیں کہا گیا تھا لیکن جب اس نے وقف کیا تو ہم نے اس سے کہا تھا تم اس بات کی فکر نہ کرنا کہ کبھی کوئی مالی مسئلہ درپیش ہوگا بلکہ ہم ہر طرح سے اور مکمل طور پر تعاون کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اولاد کو فری ہینڈ دے دیا جائے تو وہ اپنے فیصلے احسن رنگ میں کر سکتی ہے۔''

ایسا ہی اظہار والدہ صاحبہ نے بھی کیا کہ اگرچہ ان کی شدید خواہش تھی کہ بچے زندگی وقف کریں لیکن اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اصرار نہیں کیا کہ تم لازماً وقف کرو۔ قادر نے اپنی مرضی سے وقف کیا۔ آپ فرماتی ہیں:

''قادر کے وقف سے مجھے وہ خوشی میسّر آئی کہ سات بادشاہتیں بھی مل جاتیں تب بھی نہ ملتی وقف کی صورت میں میری دعاؤں کا ثمر مجھے مل گیا۔''

اپنی اولاد کے وقف کی توفیق پانے کی دعائیں کتنی مبارک دعائیں ہیں اور کس قدر پیار سے مولا کریم ان کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے سب اولاد والوں کے لئے ایک مثال ہے۔ عام گھریلو ماحول کا ایک عام سا واقعہ ہے مگر سوچا جائے تو کتنا خاص ہے۔ بیٹا صبح اُٹھ کر اپنی ماں کو رات کا خواب سناتا ہے اور ماں تعبیر بیان کرتی ہیں دونوں ہی مخصوص روحانی فضا میں پلے ہوئے ہیں دونوں کے دلوں کے نہاں خانے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا سمندر لہریں لے رہا ہے۔

قادر نے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا آپ نے پوچھا! ''تم کس کے بیٹے ہو؟'' جواب دیا! ''قدسیہ کا''۔

ماں نے خواب سن کر کہا ''قادر تم نے میرا نام اس لئے لیا ہے کیونکہ میں نے تمہارے وقف اور خادم دین ہونے کے لئے بے حد دعائیں کی ہیں۔''

جس ماں کے دل میں بچے کے وقف زندگی کا ایسا جوش و ولولہ ہو وہ اس کی تربیت بھی ایسے رنگ میں کرتی ہے کہ اس کی تمنائیں اس کے دودھ کے ساتھ بچے میں منتقل ہو جائیں ایک بیج کی طرح پرورش پائیں وقت پہ پھولیں پھلیں اور حیات بخش ثمرات حاصل ہوں۔ گھر کے عام ماحول کا واقعہ ہے۔ جس میں نہ کوئی تکلف ہے نہ بناوٹ ...... ایک عام سی بات تھی جو اس وقت آئی گئی ہو گئی مگر اب وہ ایک شہادت بن گئی ہے۔

ایک دلچسپ خط پڑھئے جو ایک بڑے بھائی نے اپنے چھوٹے بھائی کے متعلق لکھا ہے۔ اس کی قربانی کے بعد اُمڈ آنے والے پیار کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی حیات میں لکھا گیا ہے۔

اور عمر بھی ایسی جس میں بعض اوقات بڑے بھائی چھوٹے میں اضافی خوبیاں دیکھ کر رشک حتیٰ کہ حسد کرنے لگتے ہیں۔ قادر کے متعلق جب یہ خط لکھا گیا ان کی عمر اکیس سال تھی۔ یہی وہ دن تھے جب آپ نے زندگی وقف کا خط لکھا تھا۔ یہ خط قادر کی امی کے نو صفحوں کے خط کے جواب میں لکھا گیا ہے اندازہ کیجئے کہ ان ۹ صفحوں میں کیا ہوگا؟

پیاری امی!'' آپ نے کیکے (مرزا غلام قادر صاحب کا پیار کا نام) کی خط میں بڑی تعریف لکھی تھی میں تو خود کیکے کا بڑا سخت قائل ہوں اور اس کا Fan ہوں میرے ذاتی خیال میں کیکا بہت عقلمند اور Mature ہے Sober ہے، پڑھائی میں اچھا ہے دین میں اچھا ہے، شکار میں اچھا ہے، مزاحیہ ہے۔ غرض بہت ہی Balanced ہے بلکہ خاندان کے چند بڑے لوگوں میں ابھی سے (میرے نزدیک) اس کا شمار ہونے لگا ہے۔ جن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا عزیز احمد صاحب، حضرت مرزا مظفر احمد صاحب، حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، حضرت مریم صدیقہ صاحبہ اور مرزا غلام قادر صاحب شامل ہیں۔ آپ سمجھ رہی ہوں گی میں مذاق کر رہا ہوں لیکن کیکے سے مجھے بہت امیدیں ہیں۔ غرض مختصر یہ کہ کیکے سے میں بے حد پیار کرتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ الودود کا قبول وقف کا خط:

۱۶/اکتوبر ۱۹۸۳ء

میرے پیارے قادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمہارے وقف کی پیشکش کی اتنی خوشی ہوئی کہ تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے خوشی کے آنسوؤں سے آنکھیں چھلک گئیں۔ حضرت عموں صاحب کی نسل میں سے، جنہوں نے مجھے بہت پیار دیا اور جن سے مجھے بہت پیار تھا، تم دوسری سیڑھی کے بچوں میں غالباً پہلے ہو جسے وقف کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

میں اس دعا کے ساتھ یہ وقف قبول کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور ساری زندگی تمہیں قرب اور پیار سے نوازتا رہے اور دنیا اور آخرت دونوں لحاظ سے چمکتا ہوا مقدر عطا فرمائے۔ تمہیں حوصلہ دے کہ وقف کے تقاضوں کو اس کی رضا کے مطابق آخر دم تک کامل وفاداری کے ساتھ ادا کر سکو اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی دنیا کا خیال تمہارے اور تمہارے وقف کے درمیان حائل نہ ہو سکے۔

آج آسٹریلیا میں آخری دن ہے کل انشاء اللہ سری لنکا کے لئے روانہ ہوں گے۔ اللہ کرے بقیہ سفر بھی اس کی رضا کے مطابق طے ہو اور بہترین اور مقبولِ بارگاہ خدمت کی توفیق عطا ہوتی رہے۔ انشاء اللہ بہت جلد ربوہ میں ملاقات ہوگی جس طرح تم نے آج میرا دل راضی کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ اس سے بڑھ کر راضی رکھے۔ آمین۔ امی ابا کو محبت بھرا پیار، اور بہنوں کو پیار۔ والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

حضور ایدہ الودود کی دعاؤں کا انداز غیر معمولی خوشی اور غیر معمولی حمد و شکر کے جذبے سے مغلوبیت کا مظہر ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں لحاظ سے چمکتے ہوئے مقدر کی دعا کس شان سے پوری ہوئی اور آخری دم تک کامل وفاداری کی دعا کیسی لگی! یہ خدائی کام ہیں وہ ایسی دعائیں کروا رہا تھا جو قبول کرنی تھیں۔

خلیفۃ المسیح سے ذاتی تعلق

معصوم اور پاک دل قادر وقف زندگی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے چلے گئے۔ اسی پاک محبت نے خلافت سے وابستگی کی اہمیت اجاگر کی۔ حضور ایدہ الودود سے ایک خاص تعلق خاطر کا زندگی برابر عمل دخل رہا۔ خطوط کا ایک مسلسل رابطہ تھا جس سے روشنی ملتی اور حیات کی راہیں منور رہتیں۔ حضور پرنور کی دعائیں حاصل کرنا بڑی نعمت ہے تو انہیں جذب کرنے کے لئے خود کو سنوارتے رہنا اس سے بھی بڑی نعمت ہے قادر نے اسی مینارہ نور سے وافر اکتساب کیا اور انوکھی دعائیں حاصل کیں۔ حضور کے سفر ہجرت کے بارے میں قادر نے اپنا کوئی خواب آپ کو لکھا ہوگا جس کا جواب آپ نے اپنے دست مبارک سے عنایت فرمایا۔

(۱۹۸۴ء) ۱۳۶۳-۷-۴

میرے پیارے قادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمہارا نہایت پیارا خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ تمہاری رؤیا تو حیرت انگیز صفائی سے پوری ہوئی۔

اگرچہ میرے ساتھ بظاہر مردوں میں سے وقیع بھائی اور حمید نصر اللہ خان بھی تھے۔ لیکن ایک تو وہ ہجرت میں شامل نہیں تھے عارضی ساتھی تھے دوسرے فرسٹ کلاس میں ان میں سے کسی کو سیٹ نہیں مل سکی لہٰذا میں اکیلا ہی تھا۔ عورتوں میں سے آصفہ میرے ساتھ تھیں لیکن جب حفاظت کا مضمون پیش نظر ہو تو ایسی صورت میں عورت کا ساتھ شمار نہیں کیا جاتا لہٰذا فی الحقیقت میں اکیلا ہی تھا۔

اللہ تم سے میرا پیار ہمیشہ بڑھاتا رہے اور اپنی دائمی محبت تمہیں نصیب فرمائے اور راضیۃً مرضیہ بندوں میں داخل فرمائے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا طاہر احمد

حضور ایدہ الودود کی ساری دعائیں مقبول ہوئیں قادر نے اپنا عہد قابل رشک انداز میں نبھایا اپنی پوری جان اس وقف میں جھونک دی اپنا دستور حیات اس طرح مرتب کیا جس میں اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں تھا ہر فعل سے رضائے باری تعالیٰ مقصود نظر رکھی۔ وہ عمر جو جواں سرشاری کی نذر ہو جاتی ہے سجدوں میں آہ و زاری میں گذاری۔ عبادت کا شغف راہ چلتے نہیں ملتا۔ دل کے اندر خالق حقیقی کی خالص محبت سے نمو پاتا ہے جن احباب کو ان کی نماز کا پگھلا ہوا انداز دیکھنے کا موقع ملا وہ گواہ ہیں کہ ان کا عالم کچھ اور ہی تھا۔ گھر سے مسجد تک کا فاصلہ ان کے قدموں سے مانوس رہتا۔ وہ قدم جب بھی اٹھتے دین کے لئے اٹھتے شب و روز کاموں کی مصروفیات کا لمحہ لمحہ خدمت دین میں گندھا ہوا تھا۔

ربوہ اور پاکستان کے کسی بھی شہر میں رقم کی فوری ادائیگی کے لئے
ہم آپ کو بہترین نرخ اور اچھی خدمت کی ضمانت دیتے ہیں۔

NEXUS MONEY EXCHANGE

363- HIGH ROAD ILFOAD LONDON, IG1 1TF
Tel: 020 8478 2622 Fax:020 8553 5917
Contact: *AFTAB CHOUDHURY*

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

مغرب کے راہنماؤں کے لئے لمحہ فکریہ!

(زبیر خلیل خان - جرمنی)

مغربی دنیا میں بسنے والے بڑی خاموشی کے ساتھ ایک انتہائی خوفناک اور اذیت ناک صورتحال کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔ مغرب کے موجودہ اکثر باسی دوسری جنگ عظیم کی تلخ حقیقتوں سے ناآشنا ہیں۔ جو زندہ ہیں وہ ان خوفناک لمحوں کو آہستہ آہستہ بھلا چکے ہیں۔ ایک سپر پاور کی طرف سے ویت نام پر کئے گئے مظالم پر مغرب نے صرف اس وقت آہ و بکا کی تھی جب نیپام بموں کی آگ میں معصوم ویت نامیوں کے جھلستے اور جلتے جسموں کو زندگی کی بھیک مانگتے دکھلایا گیا تھا۔ بہرحال دوسری جنگ عظیم اور ویت نام جنگ کی تباہ کاریوں نے ہی عوام الناس کی اکثریت کو اس وقت جنگ سے نفرت کرنا سکھلایا تھا اور سب نے مل کر اس کرہ ارض کو امن اور خوشی کا گہوارہ بنانے کے وعدے وعید کئے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے ساتھ ہی ہٹلر بھی ختم ہوگیا تھا۔ جاپانی استعمار کی فلک شگاف عمارت بھی زمین بوس ہوگئی تھی۔ بعد میں سویت یونین کا شیرازہ بھی بکھر گیا اور دنیا کو کمیونزم سے جو خطرہ تھا وہ بھی ٹل گیا۔ درمیان میں افریقہ، یوگوسلاویہ اور فلسطین کے مسائل کے ساتھ مشرق وسطیٰ کے مسائل ابھرتے رہے لیکن پوری دنیا کا امن اس طرح کبھی بھی غارت نہ ہوا جیسا کہ دوسری جنگ عظیم میں ہوا تھا۔

آج مغرب کے باسیوں کی اکثریت اس زعم میں مبتلا ہے کہ یہاں ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں۔ جمہوریت ہے انسانی حقوق کی پاسداری ہے اور تمام شہری آزادیاں نصیب ہیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہے۔ نئی نئی مارکیٹیں تلاش کی جارہی ہیں۔ کمپیوٹر، موبائل فون اور فٹ بال وغیرہ سب کی پسندیدہ اشیاء ہیں ہر کوئی سمجھ رہا ہے کہ وہ عشرت کدوں میں ہے۔ انہیں کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں۔

روانڈا میں لاکھوں افراد لقمہ اجل بن گئے۔ یو این او کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان اپیل کرتے رہے لیکن جب تلک ان بے کسوں کے نظارے میڈیا نے دکھلانے نہیں شروع کئے مغرب کے ضمیر نے کروٹ نہ لی۔ فلسطین کے بارہ میں تو پورا مغرب عجیب وغریب قسم کی نفسیاتی چپ سادھ کر بیٹھا تھا جیسے کوئی ردعمل نہ دکھلانے کی ٹھان رکھی ہو۔ تاہم اسی دوران ایک ناقابل یقین واقعہ یعنی گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کا واقعہ ہوگیا اور اس نے پورے یورپ کو ہلا کر رکھ دیا اور ہر کوئی سوچنے لگ گیا کہ حالات ایسے تو نہیں جو سمجھے جارہے ہیں۔ حفاظت کی ضمانت کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے۔ ایک طرف اگر دہشت گردی کیوجہ سے بلند و بالا عمارتیں زمین بوس ہورہی تھیں تو دوسری طرف خیالات کے دھارے مختلف سمتوں میں بہنے لگے۔ عوام الناس کے جذبات اور خیالات میں خوف اور غصہ کے ساتھ ساتھ بدلہ لینے کا عنصر بھی نمایاں نظر آنے لگا۔ ہر کوئی سوچنے لگا کہ آخر ان کے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ شاطر سوچیں رکھنے والوں نے جواب دیا کہ دہشت گردوں کو مغرب کی آزادی، طرز زندگی اور جمہوریت سے نفرت ہے اس لئے انہیں دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اسی قسم کی شاطرانہ سوچ کو بنیاد بنا کر امریکہ جیسا سویا ہوا طاقتور جن جیسے یکدم بیدار ہوگیا اور اپنی اس بیداری کا ثبوت دینے کے لئے افغانستان اور عراق پر دھاوا بول دیا۔ اور امریکہ نے انسانیت کی تمام اقدار اور تہذیب کی دھجیاں بکھیر دیں۔ ان علاقوں سے بہت سے قیدیوں کو گوانتاناموبے گیا۔ یہ ایک ایسا اذیت خانہ ہے جو انسانیت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ امریکہ نے اس اذیت خانے میں بہت سارے مسلمانوں کو ''شیطان کا چیلہ'' کہہ کر بغیر کسی الزام کے قید کر دیا۔ جسمانی، نفسیاتی تشدد کی انتہاء کر دی اور انسانوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جانے لگا۔

حال ہی میں گوانتاناموبے جیل سے رہا ہونے پر برطانوی نومسلم جمال...... نے بتلایا ہے کہ اپنی قید کے کچھ عرصہ بعد ہی اس نے انسانی حقوق کی پاسداری کرنے کا مطالبہ ترک کردیا اور وہ جانوروں کے حقوق کا مطالبہ کرتا رہا۔ وہ کہتا ہے کہ X.Ray Camp میں میرے پنجرہ کے دائیں طرف ایک السیشن کتّے کی رہائش تھی۔ اس کے لئے ایک لکڑی کا گھر تھا جس میں ائرکنڈیشن لگا ہوتھا اور کتّے کی ورزش اور چہل پہل کے لئے گھاس والا لان بھی موجود تھا۔ برطانوی نومسلم قیدی نے اپنے گارڈ سے کہا کہ بے شک مجھے انسانی حقوق مت دو لیکن کم ازکم اس ہمسایہ میں رہنے والے کتّے کا حق ہی دے دو تو گارڈ نے حقارت سے جواب دیا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کتّا امریکن فوج کا ممبر ہے۔ اس برطانوی نومسلم قیدی کے مطابق اسے ایک وقت میں پندرہ پندرہ گھنٹے جسمانی تشدّد کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ عجیب وغریب قسم کے انجکشن دئے جاتے رہے اور بدبودار میلا زرد پانی پینے کے لئے مجبور کیا جاتا رہا۔ ہوسکتا ہے اس برطانوی قیدی نے کچھ مبالغہ آرائی سے کام لیا ہو لیکن رہا ہونے والے باقی چاروں برطانوی قیدیوں نے بھی اسی قسم کے بیانات دئے ہیں۔ حالانکہ آج امریکہ نے ان سب کو معصوم اور بے گناہ قرار دے کر رہا کردیا ہے لیکن جو سال انہوں نے تشدّد اور جانکنی میں گزارے ہیں ان اذیتوں کا اثر تو ان کی ساری زندگی باقی رہے گا۔ ان انسانیت سوز اقدامات کے باوجود جس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر امریکہ نے یہ سارے ڈرامے رچائے ہیں وہ مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوسکے اور دہشت گردی کے اصل مجرم ابھی تک ویسے ہی آزاد ہیں۔ جس کا واضح اور کھلا ثبوت حال ہی میں ہونے والے میڈرڈ سپین کے واقعات ہیں۔ یہ درست ہے کہ میڈرڈ میں دہشت گردی کرنے والے انسانیت کے دشمن ہیں جو بالکل معصوم اور بے گناہ لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ لیکن اس واقعہ کا ردعمل پوری قوم نے فوری دکھلایا ہے اور حزب مخالف پارٹی کو کامیاب کروا کر دراصل انہوں نے امریکی صدر بش کی نہ ختم ہونے والی بے مقصد جنگ کے خلاف ووٹ دیا ہے۔

حالات کا اگر گہری نظر سے تجزیہ کیا جاوے تو صاف نظر آرہا ہے کہ اگر مغرب والے اس کرۂ ارض پر امن اور سلامتی کے خواہاں ہیں اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ مزید انسانی خون نہ بہے تو ان راہنماؤں کو بش نظریات کو خیرباد کہنا ہوگا۔ جتنی دیر صدر بش کی دہشت گردی کے خلاف یہ نام نہاد جنگ جاری رہے گی، دہشتگرد بھی نت نئی تکنیک اور منصوبہ بندی کے ساتھ حملہ آور ہوتے رہیں گے۔ اور اس کرۂ ارض پر امن کا بحال ہونا سخت مشکل ہوجائے گا۔

ہالینڈ کے نوجوان ہالسر بنکلر کی طرح جو اپنی انگلی سے خون نکال کر جنگ کی مخالفت کر رہا ہے۔ مغرب کے تمام راہنماؤں کو دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ کی پالیسی پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔ جنگ کی بجائے ان وجوہات پر غور کرنا ہوگا جو دہشت گردی کی وجہ بن رہے ہیں۔ برطانیہ نے تو بھی آخر کار IRA کے ساتھ یہی طریق اپنایا ہے۔ سب کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا۔ ان شکایات اور وجوہات پر غور کرنا ہوگا جنکی بناء پر دہشت گردی کی جارہی ہے۔ اگر وجوہات مل جاتی ہیں تو پھر جہاں جہاں غلطیاں ہیں انہیں دور کرنا ہوگا، دوسری طرف اگر موجودہ پالیسی جاری رہی تو ہو سکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ پر محیط جنگ کی وجہ سے دہشت گردی دم توڑ دے لیکن اس کے لئے انسانیت کو کتنی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ یہ سوچنا بھی تو ان راہنماؤں کا کام ہے اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر اس ظلم اور بربریت کے بعد دہشت گردی ختم ہو بھی جاتی ہے تو آنے والی نسلیں آج کے راہنماؤں کو کس کس نام سے پکاریں گی۔

❁❁❁❁❁

دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز

''کوئین میری۔ٹو'' (QM-2)

(رشید احمد چوہدری)

۱۲ر جنوری ۲۰۰۴ء کو دنیا کے سب سے بڑے بحری جہاز کوئین میری۔2 کو سمندر کے پہلے سفر پر روانہ کردیا گیا۔ ایسا بڑا جہاز آج تک نہیں بنایا گیا تھا۔ بڑا ہونے کے علاوہ یہ سب سے زیادہ وزنی بھی ہے اور اس کی لاگت پر جو خرچ آیا ہے وہ اس سے پہلے کسی جہاز پر نہیں آیا تھا۔ یہ جہاز امریکنوں کی ملکیت ہے اور دنیا کی مشہور کمپنی کیونارڈ (CUNARD) نے اسے بنایا ہے۔ اسے فرانس کی بندرگاہ ST.Nazarine کی بندرگاہ پر بنایا گیا ہے اور اسے بنانے میں دو سال کا عرصہ لگا ہے۔ جہاز کا عملہ اکثر فلپائن کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ انگلستان کی ملکہ نے ساؤتھ ہیمپٹن کی بندرگاہ سے آفیشل نام دے کر سمندر میں روانہ کیا ہے۔ یہ اٹھارواں جہاز ہے جسے برطانیہ کی ملکہ نے نام دینے کی رسم کے بعد سمندری سفر پر روانہ کیا ہے۔ سب سے پہلا جہاز Brittania تھا جسے ۱۹۵۳ء میں ملکہ نے رخصت کیا تھا۔

کوئین میری۔2 کی تقریب کے لئے کم وبیش دو ہزار مہمانوں کو بلایا گیا تھا۔ اس موقع پر وِنچسٹر کے بشپ نے اس کے بخیریت سمندری سفر پر جانے کے لئے دعا کی۔ اس نام کا پہلا جہاز کوئین میری۔1 تھا جس کو انگلستان کے بادشاہ جارج پنجم کی بیوی نے ۱۹۳۴ء میں ایسی ہی رسم ادا کرنے کے بعد سمندری سفر پر روانہ کیا تھا۔ اب یہ جہاز اپنی زندگی مکمل کر کے کیلیفورنیا کے کانفرنس سنٹر میں آرام کررہا ہے۔

کوئین میری۔2 کی لمبائی ۱۱۳۲ فٹ، چوڑائی ۱۳۵ فٹ، اونچائی ۲۳۶ فٹ اور اس کا وزن ۱۵۱۴۰۰ ٹن ہے۔ اس جہاز پر ۱۷ عرشے ہیں۔ اس کے انجن کی طاقت ۱۵۷۰۰۰ ہارس پاور ہے اور رفتار ۳۰ ناٹ یعنی ۳۴ میل فی گھنٹہ تک ہوسکتی ہے۔ اس کے بنانے پر ۵۵۰ ملین پاؤنڈ خرچ آئے ہیں۔ اس جہاز کا عملہ ۱۲۵۳ر افراد پر مشتمل ہے اور ۲۶۲۰ مسافر اس پر سفر کر سکتے ہیں۔ جہاز میں ۱۳۱۰ کیبن بنائے گئے ہیں۔ ہر کیبن ۱۹۴ مربع فٹ جگہ پر بنائی گئی ہے۔ ان میں ۹۵۵ کیبن بالکونی پر مشتمل ہیں۔ جہاز کے اندر چھ ریسٹورنٹ ہیں ایک بہت بڑا تھیٹر بنایا گیا ہے جس کی ۱۰۹۴ سیٹیں ہیں۔ جہاز میں پانچ سوئمنگ پول ہیں اور ۲۰ ہزار مربع فٹ پر بچوں کے کھیلنے اور صحت کو قائم رکھنے کے لئے ہیلتھ کلب بھی موجود ہے۔ ایک بہت بڑا ناچنے کے لئے ہال اور ایک Planetorium بھی موجود ہے۔

اس جہاز کا پہلا سفر ۱۲ جنوری کو شروع ہوا جو ساؤتھ ہیمپٹن انگلینڈ کی بندرگاہ سے امریکہ کی بندرگاہ فورٹ لارڈیل Lauderdale Fort تک کا تھا اور ۱۷ دنوں کی مسافت تھی۔ اس سفر کے لئے سب سے سستا ٹکٹ ۹۹۹ پاؤنڈ کا تھا اور مہنگا ٹکٹ ۲۷ ہزار پاؤنڈ فی کس تھا۔ اس پہلے سفر میں ۱۵ سو کے لگ بھگ مسافر سوار تھے۔

اس جہاز کو آغاز میں ہی ایک حادثہ پیش آیا جب اسے فرانس کی بندرگاہ میں ہر طرح کے معائنے کے بعد عوام کیلئے کھولا گیا اور لوگوں کا ایک سیلاب اسکا دیدار کرنے امڈ پڑا تو جو رستہ لکڑی کے تختوں کے ساتھ جہاز کے اوپر جانے کے لئے بنایا گیا تھا وہ ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے ۱۵ لوگ ہلاک ہوگئے ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو جہاز بنانے والوں کے دوست رشتہ دار تھے۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ کئی سالوں تک یہ جہاز امریکہ اور یورپ کے درمیان مسافروں کی آمد رفت کے لئے استعمال ہوگا۔

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

امانت کو ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ کا اسوہ اپنائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بدنظری، خیانت اور جھوٹ سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ،امانت کا حق ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کی تعلیمات پر مشتمل پر معارف خطبہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ٦ /فروری ۲۰۰۴ء بمطابق ٦ /تبلیغ ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانفال:۲۸)

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور (اس کے) رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگو گے جبکہ تم (اس خیانت کو) جانتے ہو گے۔

خیانت ایک ایسی برائی ہے جس کا کرنے والا اللہ تعالیٰ اور بندوں دونوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف پیرایوں میں، مختلف سیاق وسباق کے ساتھ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اس کے بارہ میں فرمایا ہے اور خیانت کرنے والا خائن کہلاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جس پر اعتماد کیا جائے اور وہ اعتماد کو ٹھیس پہنچائے۔

پھر قرآن کریم میں ﴿خَآئِنَةُ الْاَعْيُنِ﴾ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز پر گہری نظر ڈالنا جس کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ یا جان بوجھ کر ایسی چیز کو دیکھنا جس کو دیکھنے کی اجازت نہ ہو۔ اور یہ آنکھ کی خیانت کہلاتی ہے۔

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے پردے کے بارہ میں کہا تھا تو بعض خواتین کو یہ شکوہ پیدا ہوا کہ ہمارے بارے میں بہت کچھ کہہ دیا مردوں کو کچھ نہیں کہا گیا کیونکہ پردے کے بارہ میں مردوں کو بھی کہنا چاہئے۔ میرے خیال میں تو خواتین کا شکوہ غلط ہے کیونکہ غض بصر کے بارہ میں مَیں نے کھل کر بات کی تھی۔ اور بڑی وضاحت سے بتایا تھا اور مختلف حوالوں سے مردوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی تھی اور سمجھایا تھا۔ تو آج کے لئے مَیں نے خیانت کا عنوان چنا تو سورۃ المومن کی یہ آیت نظر سے گزری جس کا تھوڑا سا حصہ مَیں نے بتایا تھا۔ تو مجھے خیال آیا کہ آنکھ کی خیانت کے حوالہ سے بھی دوبارہ مختصراً بتا دوں کہ مردوں اور عورتوں دونوں کو غض بصر کا حکم ہے اور چونکہ مردوں کو زیادہ دیکھنے کی عادت ہوتی ہے اس لئے ان کو بہرحال غض بصر سے زیادہ کام لینا چاہئے۔ اور اس میں واضح طور پر منع ہے کہ آزادی سے ایک دوسرے کو دیکھیں۔ کیونکہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے منع ہے کہ جو نامحرم رشتے ہیں ان کو دیکھا جائے۔ اور اگر وہ اس طرح کرتے ہیں تو یہ بات بھی آنکھ کی خیانت کے زمرے میں آتی ہے۔

اب مَیں اس آیت کی طرف آتا ہوں جو مَیں نے ابھی تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تمہیں جو تعلیم دی ہے، جو احکامات دئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو حقوق معین کئے ہیں، ان کی ادائیگی میں اگر خیانت کرو گے تو پھر تم آپس میں بھی اپنی امانتوں کو ادا کرنے کے معاملہ میں خیانت سے کام لو گے۔ لوگوں کی امانتوں کو لوٹانے اور ان کے حقوق ادا کرنے کے بارہ میں بھی خیانت کرنے والے بن جاؤ گے، حقوق ادا نہیں کرو گے۔ اس لئے ہر دو قسم کے حقوق یعنی خدا تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے تمہیں صاف ستھرا اور کھرا ہونا ہوگا۔ پھر اس میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی تم پر فرض ہے۔ جب تم نے یہ عہد کر لیا کہ مَیں مسلمان ہوتا ہوں، ایمان لاتا ہوں، تمام حکموں پر جو اللہ تعالیٰ نے ادا کرنے کا حکم دیا ہے ان کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ تو کرنے ہیں اور یاد رکھیں کہ اگر یہ احکامات سچے دل سے بجا نہیں لائیں گے تو معاشرے کے جو حقوق وفرائض ہیں وہ بھی صحیح طرح ادا نہیں ہوں گے۔ اور پھر معاشرے میں ایک دوسرے کا اعتماد بھی حاصل نہیں ہوگا کیونکہ جب تم خیانت کرو گے تو دوسرے بھی خیانت کریں گے اور معاشرے کا امن، چین اور سکون کبھی قائم نہیں ہو سکے گا۔

جب انسان کے روزمرہ کے معاملات میں دنیاداری شامل ہو جائے اور جب یہ خیال پیدا ہو جائے کہ جھوٹ، فریب اور دھوکے کے بغیر مَیں اپنے کاروبار میں یا کام میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تو پھر انسان اپنے اردگرد ایسا گروہ بنا لیتا ہے جو غلط قماش کے لوگوں کا ہوتا ہے تاکہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کے کام آسکیں۔ چنانچہ دیکھیں آج کل دنیاداروں میں ہر جگہ یہی چیز ہے۔ ایسے لوگوں میں جب کوئی شخص غلط کام کرتا ہے تو صرف اپنے سردار کے پاس ، اپنے سربراہ کے پاس آتا ہے۔ یا ہمارے ملکوں میں زمیندارہ رواج ہے وڈیروں کے پاس چلے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کو قانون سے بچائیں۔ اور پھر یہ لوگ ان کو قانون سے بچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی سفارشیں کروائی جاتی ہیں۔ اور جو بے چارے شریف آدمی ہوں، جن کی غلطی نہ بھی ہو اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کو پھنسا دیا جائے اور غلط قسم کے لوگوں کو بچا لیا جائے۔ رشوتیں دی جاتی ہیں کہ ہمارا آدمی بچ جائے چاہے بے گناہ آدمی کو سزا ہو جائے۔ حالانکہ حکم تو یہ ہے کہ اگر کوئی چور ہے، بے ایمان ہے تو تم نے کوئی سفارش نہیں کرنی۔ آنحضرت ﷺ کی یہ بات پیش نظر نہیں رکھتے جب ایک عورت کی سفارش کی گئی چوری کے الزام میں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ وہ اپنے چھوٹوں کو سزا دیا کرتی تھیں اور بڑوں کو بچا لیا کرتی تھیں۔ تو فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو مَیں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ تو یہ ہے اسوہ امانت کو صحیح طور پر ادا کرنے کا اور خیانت سے بچنے کا۔ اور یہی تعلیم ہے جس کو لے کر جماعت احمدیہ کھڑی ہوئی ہے۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس معاشرہ میں بڑا پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ ہم نے معاشرہ کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا بھی ہے اور اپنے اندر امانت ادا کرنے کے حکم کو جاری اور قائم بھی رکھنا ہے۔ اور قرآن کریم کے اس حکم کو پیش نظر بھی رکھنا ہے کہ ﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا﴾ (النساء:۱۰۸)۔ اور لوگوں کی طرف سے بحث نہ کر جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ سخت خیانت کرنے والے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

تو یہاں مزید کھولا کہ اللہ تعالیٰ یہ بات بالکل پسند نہیں کرتا کہ جو خائن ہے، چور ہے، غلط کام کرنے والا ہے، اس کی حمایت کی جائے چاہے جتنے مرضی اونچے خاندان سے ہو، جتنے مرضی اونچے مقام کا ہو۔ اور قطع نظر اس کے کہ کس کی اولاد ہے اگر وہ خیانت کا مرتکب ہوا ہے تو اس کو سزا ملنی چاہئے۔ اور آنحضرت ﷺ کا اسوہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کیونکہ اگر تم نے ایسے لوگوں سے رعایت کی تو نہ صرف تم اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والے ہو گے بلکہ اپنے بھائیوں کو بھی نقصان پہنچا رہے ہو گے کیونکہ ایسے شخص کو جب ایک دفعہ معاف کر دیا جائے تو اس کو جرأت پیدا ہوتی ہے اور یہی عموماً سامنے آتا ہے کہ پھر ایسے لوگ دھوکے دیتے رہتے ہیں۔ اگر تمہارا بھائی، بیٹا یا اور عزیز رشتہ دار ہے تو اس کی خیانتوں کی وجہ سے لوگوں کے نقصان پورے کرتے رہو گے کیونکہ قریبی عزیز کو سزا سے بچانے کے لئے اور اپنی عزت کو بچانے کے لئے بعض دفعہ جن کو احساس ہو وہ نقصان پورے کرتے ہیں۔ بے چاروں کو قربانی دینی پڑتی ہے۔ تو جب اس طرح جرمانے بھرتے رہیں گے تو پھر اپنا بھی ساتھ نقصان کر رہے ہوں گے۔ تو فرمایا کہ ایسے سخت خیانت کرنے والے گنہگار کو اللہ پسند نہیں کرتا اس لئے تم بھی اس کو چھوڑ دو، اس کو سزا لینے دو۔ ہو سکتا ہے کہ اس دفعہ یہ سزا اس کی اصلاح کا باعث ہو جائے۔ لیکن اگر ایسے لوگوں کی حمایت کی تو ایسا شخص تمہارے ساتھ جماعت کی بدنامی کا باعث بھی بنتا رہے گا۔

پھر خیانت کی مختلف شکلیں ہیں۔ اور مختلف طریقوں سے لوگ خیانت کرتے رہتے ہیں۔ اس

کی وضاحت میں اب احادیث سے کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

﴿وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا﴾: شریر کی طرف سے حمایت کا بیڑا کبھی نہیں اٹھانا چاہئے۔ خائن کی طرف سے بھی جھگڑا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کسی عزیز رشتہ دار کی مصیبت پڑ جاوے۔ تو استغفار بہت پڑھو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بچالے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۵۲)

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن میں جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام بری عادتیں ہو سکتی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

اب جھوٹ ایک بہت بڑی برائی ہے۔ اس کو چھوڑنے سے تمام قسم کی برائیاں چھٹ جاتی ہیں۔ تو یہاں یہ فرمایا کہ خیانت بھی جھوٹ کی طرح کی برائی ہے۔ کیونکہ خائن ہمیشہ جھوٹا ہوگا۔ اور جھوٹا ہمیشہ خائن ہوگا۔ فرمایا کہ اصل میں تو یہ دو بڑی برائیاں ہیں اگر یہ نہ ہوں تو دوسری چھوٹی چھوٹی برائیاں ویسے ہی ختم ہو جاتی ہیں اور انسان خود بخود ان کو دُور کر لیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں''۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص کو (عند الطلب) امانت لوٹا دو جس نے تمہارے پاس امانت رکھی تھی اور اُس شخص سے بھی خیانت نہ کرو جو تجھ سے خیانت کرتا ہے۔ (سنن الترمذی اَبْوَابُ الْبُیُوْع)

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آدمی کے پیسے ہم اس لئے نہیں دے رہے کہ اس شخص نے فلاں وقت میں ہمارے ساتھ لین دین میں خیانت کی۔ تو فرمایا کہ نہیں، اگر کسی نے خیانت کی بھی تھی اور پھر اس نے تمہارے پر اعتماد کر کے کوئی چیز تمہارے پاس امانت کے طور پر رکھوائی ہے تو تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ اس کی امانت دبا لو۔ اگر وہ واپس مانگے تو اس کو بہر حال ادا کرو۔ تو تمہارے ساتھ پہلے کا لین دین ہے اس کے بارہ میں جو بھی قانونی چارہ جوئی کرنی ہے کرو۔ یا اگر نہیں کرنا چاہتے اور خدا پر معاملہ چھوڑنا ہے تو چھوڑو لیکن یہ حق بہر حال نہیں پہنچتا کہ کسی کی دی ہوئی امانت کو اس لئے دبا لو کہ اس نے تمہارے ساتھ خیانت کی تھی۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے ایمان کو ضائع کرنے والے بنو گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ وہ نہ اس کی خیانت کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے۔ (حضورؐ نے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔ کسی شخص کے شر کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے''۔ (سنن الترمذی۔ کتاب البرّ والصّلة)

پھر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور اسے اسی طرح آگے پہنچایا کیونکہ بہت سارے ایسے لوگ جنہیں بات پہنچائی جاتی ہے وہ خود سننے والے سے زیادہ اسے یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ تین امور کے بارہ میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا اور وہ تین یہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی خاطر کام میں خلوص نیت، دوسرا ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی اور تیسرے جماعت مسلمین کے ساتھ مل کر رہنا۔

تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تین باتیں جو بیان کی گئی ہیں کسی مسلمان میں ہوں تو اس کو جائزہ لینا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس میں یہ تین باتیں ہوں وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

اب پہلی بات جو اس میں بیان کی گئی ہے، اس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو کام تم اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہے ہو اس میں ہمیشہ خلوص نیت ہونا چاہئے۔ جماعتی عہدے جو تمہیں دئے جاتے ہیں انہیں نیک نیتی کے ساتھ بجا لاؤ۔ صرف عہدے رکھنے کی خواہش نہ رکھو بلکہ اس خدمت کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔ ایک تو خود اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دو۔ دوسرے اس عہدے کا صحیح استعمال بھی کرو۔ یہ نہ ہو کہ تمہارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے لئے اور اصول ہوں، ان سے نرمی کا سلوک ہو اور غیروں سے مختلف سلوک ہو، ان پر تمام قواعد لاگو ہو رہے ہوں۔ ایسا کرنا بھی خیانت ہے۔

پھر اس عہدے کی وجہ سے تم یا تمہارے عزیز کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے والے نہ ہوں۔ مثلاً یہ بھی ہوتا ہے کہ چندوں کی رقوم اکٹھی کرتے ہیں۔ تو بہتر یہی ہے کہ ساتھ کے ساتھ جماعت کے اکاؤنٹ میں بھجوائی جاتی رہیں۔ یہ نہیں کہ ایک لمبا عرصہ رقوم اپنے اکاؤنٹ میں رکھ کر فائدہ اٹھاتے رہے۔ اگر امیر نے یا مرکز نے نہیں پوچھا تو اس وقت تک یہ فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ اور اگر کبھی مرکز پوچھ لے تو کہہ دیا کہ ہم نے یہ رقم ادا کرنی تھی مگر بہانے بازی کی کہ یہ ہو گیا اس لئے ادا نہیں کر سکے۔ تو غلط بیانی اور خیانت دونوں کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ شیطان چونکہ انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے اس لئے ایسے مواقع پیدا ہی نہ ہونے چاہئیں اور ان سے بچنا چاہئے۔

پھر یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے کام آؤ، ان کے حقوق ادا کرو۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو، نظام کی پوری پابندی کرو۔ کسی بات پر اعتراض پیدا ہوتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ اعتراض انسان کو بہت دور تک لے جاتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ عہدے داروں سے بڑھ کر نظام تک اور پھر نظام سے بڑھ کر خلافت تک یہ اعتراض چلے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ کرو گے تو یہ بھی خیانت ہے۔

پھر میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ شمار ہوگی کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرے پھر وہ بیوی کے پوشیدہ راز لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی نقل الحدیث)

اب میاں بیوی کے بہت سے جھگڑے ہیں، جو جماعت میں آتے ہیں، قضا میں آتے ہیں، خلع کے یا طلاق کے جھگڑے ہوتے ہیں اور طلاق ناپسندیدہ فعل ہے۔ بہر حال اگر کسی وجہ سے مرد اور عورت میں نہیں بنی تو مرد کو حق ہے کہ وہ طلاق دے دے اور عورت کو حق ہے کہ وہ خلع لے لے۔ اور بعض دفعہ بعض باتیں صلح کروانے والے کے سامنے بیان کرنی پڑتی ہیں۔ اس حد تک تو موٹی موٹی باتیں بیان کرنا جائز ہے لیکن بعض دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے علاوہ دیگر رشتہ دار بھی شامل ہو جاتے ہیں جو ایک دوسرے پر ذاتی قسم کے الزامات لگا رہے ہوتے ہیں۔ جن کو سن کر بھی شرم آتی ہے۔ اب میاں بیوی کے تعلقات تو ایسے ہیں جن میں بعض پوشیدہ باتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ تو جھگڑا ہونے کے بعد ان کو باہر یا اپنے عزیزوں میں بیان کرنا صرف اس لئے کہ دوسرے فریق کو بدنام کیا جائے تا کہ اس کا دوسری جگہ رشتہ نہ ہو۔ تو فرمایا کہ اگر ایسی حرکتیں کرو گے تو یہ بہت بڑی بے حیائی اور خیانت شمار ہوگی اور خائن کے بارہ میں انذار آئے ہیں کہ ایک تو خائن مومن نہیں، مسلمان نہیں اور پھر جہنمی بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی عورت سے شادی کے لئے مہر مقرر کیا اور نیت کی کہ وہ اسے نہیں دے گا تو وہ زانی ہے اور جس کسی نے قرض اس نیت سے لیا کہ ادا نہ کرے گا تو میں اسے چور شمار کرتا ہوں۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۳۱)

اب دیکھیں حق مہر ادا کرنا مرد کے لئے کتنا ضروری ہے۔ اگر نیت میں فتور ہے تو یہ خیانت ہے، چوری ہے۔

پھر بعض لوگ قرض لے لیتے ہیں۔ اور بعض لوگ تو عادی قرض لینے والے ہوتے ہیں۔ پتہ ہوتا ہے کہ ہمارے وسائل اتنے نہیں کہ ہم یہ قرض واپس کر سکیں۔ لیکن پھر بھی قرض لیتے چلے جاتے ہیں کہ جب کوئی پوچھے گا کہہ دیں گے کہ ہمارے پاس تو وسائل ہی نہیں، ہم تو دے ہی نہیں سکتے۔ اپنے اخراجات پر کنٹرول ہی کوئی نہیں ہوتا۔ جتنی چادر ہے اتنا پاؤں نہیں پھیلاتے اصل میں نیت یہی ہوتی ہے پہلے ہی کہ ہم نے کون سا دینا ہے۔ بے شرموں کی طرح جواب دے دیں گے۔ یہاں جو قرض دینے والے

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

ہیں ان کو بھی بتادوں کہ بجائے اس کے کہ بعد میں جھگڑے ہوں اور امور عامہ میں اور جماعت میں اور خلیفۂ وقت کے پاس کیس بھجوائیں کہ ہمارے پیسے دلوائیں تو پہلے ہی سوچ سمجھ کر، جائزہ لے کر ایسے لوگوں کو قرض دیا کریں۔ یا تو اس نیت سے دیں کہ ٹھیک ہے اگر نہ بھی واپس ملا تو کوئی حرج نہیں۔ یا پھر اچھی طرح جائزہ لے لیا کریں کہ اس کی اتنی استعداد بھی ہے، قرض واپس کرسکتا ہے کہ نہیں۔

پھر ایک دوسری روایت میں حضرت صہیبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اس نیت سے کوئی چیز خرید تا ہے کہ وہ اس کی قیمت ادا نہ کرے گا تو جس دن وہ مرے گا وہ خائن ہوگا اور خائن جہنمی ہے۔(مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۳۱)

بعض لوگ چیزیں ادھار خرید لیتے ہیں یہ بھی ایک طرح کا قرض ہے ایسے لوگوں کے بارہ میں بھی بڑا انذار ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ﴾۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے متعلق مطمئن ہو اور اسے بلا رہن روپیہ دے دے تو وہ شخص جسے روپیہ دیا گیا ہے اور جسے امین جانا گیا ہے اس کا فرض ہے کہ دوسرے کے مطالبہ پر روپیہ بلا حجت واپس کر دے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے۔ اس جگہ قرض کو امانت قرار دیا گیا ہے جس میں یہ حکمت ہے کہ دنیا میں عام طور پر امانت کی ادائیگی تو ضروری سمجھی جاتی ہے۔ لیکن قرض کی ادائیگی میں ناواجب تساہل اور غفلت سے کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرض بھی ایک امانت ہی کی قسم ہے۔.........اس آیت سے ہر قسم کی امانتوں کی حفاظت اور ان کی بروقت واپسی کا بھی ایک عام سبق ملتا ہے جس کی طرف قرآن کریم کی ایک دوسری آیت ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ﴾ (المومنون:9) میں بھی اشارہ کیا گیا ہے اور نصیحت فرمائی ہے کہ تمدنی معاملات کی ایک اہم شاخ دوسرے کے پاس امانت رکھوانا بھی ہے۔ پس نہ صرف قرض کے معاملات میں بلکہ امانت کے معاملہ میں بھی تمہیں تقویٰ اللہ سے کام لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ امانت لینے والا آئے اور تم واپسی میں پس و پیش کرنے لگ جاؤ۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۶۴۸۔۶۴۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ ایک دوسرے شخص کی امانت جو اس کے پاس جمع تھی لے کر کہیں چلا گیا ہے۔ اس پر فرمایا:

’’ادائے قرضہ اور امانت کی واپسی میں بہت کم لوگ صادق نکلتے ہیں اور لوگ اس کی پروا نہیں کرتے حالانکہ یہ نہایت ضروری امر ہے- حضرت رسول کریم ﷺ اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرضہ ہوتا تھا- دیکھا جاتا ہے کہ جس التجا اور خلوص کے ساتھ لوگ قرض لیتے ہیں اسی طرح خندہ پیشانی کے ساتھ واپس نہیں کرتے بلکہ واپسی کے وقت ضرور کچھ نہ کچھ تنگی ترشی واقع ہو جاتی ہے- ایمان کی سچائی اسی سے پہچانی جاتی ہے‘‘۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۲۵-جدید ایڈیشن)

تو احمدی کی پہچان تو یہ ہونی چاہئے کہ ایک تو قرض اتارنے میں جلدی کریں، دوسرے قرض دینے والے کے احسان مند ہوں کہ وہ ضرورت کے وقت ان کے کام آیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں، اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ایسے لوگوں کی نماز (جنازہ) نہ پڑھتے تھے- پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سُستی نہیں کرنی چاہئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دُور بھاگنا چاہئے- کیونکہ یہ امرِ الٰہی کے خلاف ہے جو اس نے اس آیت میں یعنی ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى﴾ (النحل:91) دیا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد ۴- صفحہ ۲۰۷-جدید ایڈیشن)

تو یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ایک تو یہ کہ قرض مقررہ میعاد کے اندر ادا کیا جائے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور اگر پتہ ہے کہ واپس نہیں کرسکتے کیونکہ وسائل ہی نہیں ہیں، اور غلط بیانی کر کے میعاد مقرر کروالی ہے تو پھر بہتر ہے کہ خائن بننے کی بجائے مدد مانگ لی جائے۔ لیکن جھوٹ اور خیانت کے مرتکب نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن مدد مانگنے والوں کو بھی عادت نہیں بنا لینی چاہئے کیونکہ سوائے انتہائی اضطراری حالت کے اس طرح مدد مانگنا بھی منع ہے اور معیوب سمجھا گیا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے سخت خلاف تھے۔

ایک اقتباس ہے علامہ شبلی نعمانی کا خیانت کے بارہ میں۔ کہتے ہیں:۔

’’خیانت کے ایک معنی یہ ہیں کہ کسی جماعت میں شامل ہو کر خود اسی جماعت کو جڑ سے اکھاڑنے کی فکر میں لگے رہنا، چنانچہ منافقین جو دل میں کچھ رکھتے تھے اور زبان سے کچھ کہتے تھے، وہ ہمیشہ اسلام کے خلاف چھپی سازشوں میں لگے رہتے تھے مگر ان کی یہ چال کارگر نہیں ہوتی تھی اور ہمیشہ اس کا بھید کھل جاتا تھا۔ فرمایا ﴿وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ﴾ (مائدہ:۱۴) اور ہمیشہ تو خبر پاتا رہتا ہے اُن کی ایک خیانت کی۔ یعنی ان کی کسی نہ کسی خیانت کی خبر رسول کو ملتی ہی رہتی ہے۔

اس حوالے سے مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔ بعض عہدیداران کی شکایت کر دیتے ہیں کہ فلاں امیر ایسا ہے، فلاں امیر ایسا ہے، رویہ ٹھیک نہیں ہے یا فلاں عہدیدار ایسا ہے، کوئی کام نہیں کر رہا۔ اور کوئی معین بات بھی نہیں لکھ رہے ہوتے۔ اور پھر خط کے نیچے اپنا نام بھی نہیں لکھتے۔ تو یہ منافقت ہے۔ ایک طرف تو اس عہد کے سخت خلاف ہے کہ جان قربان کر دوں گا جماعت کے لئے اور عزت بھی قربان کر دوں گا جماعت کے لئے اور دوسری طرف اپنا نام تک شکایت میں چھپاتے ہیں کہ امیر یا فلاں عہدیدار ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے وہ اس حدیث کی رو سے بدظنی بھی کر رہے ہیں اور تقویٰ سے بالکل عاری ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ ایسا ہی ہے تو پھر وہ شکایت کرنے والا کونسا تقویٰ سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں امیر کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف سے زیادہ ہے۔ اور جس کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہے وہ مومن بہرحال نہیں ہوسکتا۔ اور اس طرح یہ اس کے علاوہ اندر ہی اندر لوگوں میں بھی شکوک پیدا کرتا ہے۔ خود بھی منافقت کر رہا ہوتا ہے اور خیانت کا بھی مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔ لوگوں کے ذہنوں کو بھی گندہ کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس بارہ میں مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ بغیر نام کے کوئی درخواست کوئی شکایت کبھی بھی قابل پذیرائی نہیں ہوتی۔ اور اب یہ دوبارہ بھی واضح کر دیتا ہوں۔ اس لئے اگر جماعت کا درد ہے، اصلاح مدنظر ہے تو کھل کر لکھیں اور اگر اس کی وجہ سے کوئی عہدیدار شکایت کرنے والے سے ذاتی عناد بھی رکھتا ہے، مخالفت بھی ہو جاتی ہے تو یہ معاملہ خدا پر چھوڑیں اور دعاؤں میں لگ جائیں۔ اگر نیت نیک ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔ بے نام لکھنے کا مطلب تو یہ ہے کہ لکھنے والا خود خائن ہے۔

پھر ایک حدیث میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: چار ایسی علامتیں ہیں کہ جس میں وہ ہوں وہ پکا منافق ہوگا۔ اور جس میں ان میں سے ایک ہو اس میں ایک خصلت نفاق کی ہوگی سوائے اس کے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں۔ جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب کسی سے معاہدہ کرے تو بے وفائی کرتا ہے۔ اور جب کسی سے جھگڑ پڑے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان۔ باب بیان خصال المنافق)

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی جھوٹی بات منسوب کی جو مَیں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ اور جس سے اس کے مسلمان بھائی نے کوئی مشورہ طلب کیا تو اس نے بغیر رشد کے مشورہ دیا تو اِس نے اُس سے خیانت کی۔

(الادب المفرد۔ صفحہ ۷۵ از حضرت امام بخاریؒ)

بعض دفعہ جان بوجھ کر غلط طریقے سے غلط مشورہ دے دیا جاتا ہے تو یہ بھی خیانت ہے تا کہ کسی کو نقصان پہنچ جائے۔ یہ بالکل نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے جس کا اوڑھنا بچھونا بہت برا ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases
Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.
2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF
Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.
Freephone: 0800 716929
Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk
LEGAL AID FRANCHISE

خیانت سے کیونکہ یہ اندرونے کوخراب کردیتی ہے یا اس کی جاہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔

(نسائی کتاب الاستعاذہ من الخیانۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خائن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔(کشتیٔ نوح ۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

پھر آپ نے فرمایا: جوشخص بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ .... ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(کشتی نوح ۔ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۱۸۔۱۹)

پھر آپؑ عورتوں کونصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’خیانت نہ کرو۔ گلہ نہ کرو۔ ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگاوے‘‘۔(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۸۱)

بعض عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ ہمدرد بن کر دوسری کسی شریف عورت کے گھر جاتی ہیں، اس سے باتیں نکلواتی ہیں، دوستیاں قائم کرتی ہیں۔ اور پھر مجلسوں میں بیان کرتی پھرتی ہیں۔ تو اس قسم کے لوگ چاہے مرد ہوں یا عورت (عورتوں کو زیادہ عادت ہوتی ہے) وہ بھی مجالس کی امانت میں خیانت کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہر احمدی کو ان باتوں سے بھی اپنے آپ کو بچا کر رکھنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے۔ جوشخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل نہیں۔

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۰۶)

پھر آپ نے چندوں کے بارہ میں فرمایا:۔

’’ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ماہواری روپے ہی ضرور دو، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ کرکے دو جس میں کبھی فرق نہ آوے۔ صحابہ کرامؓ کو پہلے ہی سکھایا گیا تھا: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران :93)۔ اس میں چندہ دینے اور مال صرف کرنے کی تاکید اور اشارہ ہے۔ یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس کو نباہنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کرکے اس کے سامنے نہیں ہوسکتا تو احکم الحاکمین کی خیانت کرکے کس طرح سے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔‘‘(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۱ جدید ایڈیشن)

اب چندہ عام وغیرہ بھی اسی زمرے میں شامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی ایک وعدہ ہے جو آپ نے کیا ہوتا ہے۔ پھر چندہ وصیت ہے۔ بعض موصی ہیں جو لمبے عرصہ تک چندہ ادا نہیں کرتے اور بقایا دار ہوجاتے ہیں اور وصیت منسوخ ہوجاتی ہے۔ پھر یہ شکوہ ہوتا ہے کہ دفتر نے کیوں یاد نہیں کروایا، ہماری وصیت منسوخ ہوگئی۔ حالانکہ دفتر تو یاد کرواتا ہے۔ اور اگر نہیں بھی یاد کروایا تو معاہدہ کا دوسرا فریق تو خود ہے اس کو بھی تو یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے کیا عہد کیا ہوا ہے۔

اب یہاں جون میں جماعت کا مالی سال ختم ہو رہا ہے تو میں یہاں یاد کروا دیتا ہوں کہ جو بھی آپ کے چندے ہیں، ادائیگیاں ہیں، وعدے ہیں، پورے کرلیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: ’’لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ‘‘۔ یعنی جوشخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پاس نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ ﴿لِبَاسُ التَّقْوٰی﴾ قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی اُن کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہوجائے‘‘۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۱۰)

یعنی امانتوں کا خیال رکھے اور ان کے باریک در باریک پہلوؤں میں جاکر ان کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حُسن ہیں۔ ایک حُسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں رَاعُوْنَ کا لفظ اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق عباد میں تقویٰ سے کام لے۔ یہ حُسن معاملہ ہے یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے‘‘۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:

’’ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے۔ اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اُس کا ہوجاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بے شک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔ سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہوجاوے تو خدا تعالیٰ اُس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں اُن پر خاص تجلّی کرتا ہے اور خدا کے لئے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہوکر اُس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لئے میں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو اگر دل پاک نہیں ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دُور ہے۔ جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منافقانہ اقرار کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو ایسے شخص کو دوہرا عذاب ہوگا مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اُس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے‘‘۔(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۵ مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو امانتوں کو نیک نیتی سے ادا کرنے اور ہر قسم کی خیانت سے بچنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

❁❁ ...... ❁ ...... ❁❁

ایک حسین چہرہ جسے ڈھونڈے زمانہ آپ کا

ایک حسین چہرہ جسے ڈھونڈے زمانہ آپ کا
وہ نگاہ شوق میری مسکرانا آپ کا

داستانِ اہل ربوہ بھی بڑی ہے دلنشیں
فجر کے اوقات میں سب کو جگانا آپ کا

وہ حسیں وادی قدم بوسی تیری کرتی رہی
آنسوؤں میں بہہ نکلنا یاد آنا آپ کا

کر گیا جادو تیرا حسن خطیبانہ اثر
ہر طرف عاشق تیرے اپنا بیگانہ آپ کا

جام مئے کھنکے تیری محفل میں یوں شام وسحر
شاہ بھی کاسہ لئے لگتا دیوانہ آپ کا

ڈھونڈتے ہیں لوگ اندھیروں میں قسمت کی لکیر
تھام کر قندیل وہ شمعیں جلانا آپ کا

ہجر میں تیرے دل مضطر پہ گزری وہ گھڑی
وہ اچانک چھوڑ کر ہم کو یوں جانا آپ کا

موسموں کا یہ تغیر ازل سے مخصوص ہے
بھول پائیں گے نہیں موسم سہانا آپ کا

باغ احمد میں کھلا پھر سے اک سندر گلاب
عشق میں مسرور پایا عکس جانا آپ کا

آج بزم یار میں تنویرؔ کو باور ہوا
فقط ہم ہی تو نہیں سارا زمانہ آپ کا

(بشریٰ تنویر منصور۔لندن)

(یہ اشعار MTA کے دس سالہ جشن تشکر کے موقع پر پڑھے گئے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یاد میں)

میرے والد صاحب نے احمدیت کیسے قبول کی!

(خالد ملک)

ہمارے آباؤ اجداد کا تعلق شوپیاں مَلکاں نزد سری نگر ریاست کشمیر سے ہے اور مَسلکِ اہلحدیث۔ میرے دادا جان مرحوم ۱۸۵۰ء میں ہجرت کر کے اُس وقت کی انگریزی عملداری ضلع گوجرانوالہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں آباد ہوئے۔ جس کا نام ککہ کولو تھا۔

وہ اپنے وقت کے بہترین طبیب تھے۔لیکن حکمت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا بلکہ خلق خدا کی خدمت کیلئے وقف رکھا۔ اور اپنی گزربسر کپڑے کی تجارت سے کرتے تھے۔ میرے دادا کا نام جیون ملک تھا۔ان کی نرینہ اولاد میں میرے تایا جان ملک عمر دین۔ ملک محمد دین اور میرے والد صاحب میاں رکن دین تھے۔ ۱۸۶۰ء میں دادا جان نے اپنے بیٹوں کو اپنے پاس بُلا کر کہا۔ کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ نزدیک آرہا ہے۔اگر میری زندگی میں ان کا ظہور ہوا۔تو میں تم سب بھائیوں کو ساتھ لے کر نبیٔ پاک ؐ کا سلام پیش کر کے بیعت میں داخل ہونگا۔ اگر میری زندگی نے وفا نہ کی تو تم پر لازم ہے۔ کہ ظہور امامِ زماں کی خبر سنتے ہی اُن کی خدمت میں پہنچ کر نبیٔ پاک ؐ کا سلام پیش کر کے بیعت کرنا۔ افسوس میرے دادا جان امامِ وقت کے ظہور سے قبل ہی اپنے مالکِ حقیقی کے حضور پہنچ گئے۔ اور وہ حسرتِ دیدار امامِ وقت دل ہی میں لے گئے۔

میرے والد صاحب نا خواندہ ہونے کے باوجود ذہین اور جہاندیدہ تھے۔ ہمارا خاندان چونکہ اہلحدیث تھا۔اس لئے سب بھائی باریش، نماز روزہ کے پابند، شرک اور بدعت کے خلاف تھے۔ ۱۹۱۰ء کا زمانہ تھا کہ میرے والد صاحب محکمہ انہار میں ٹھیکیدار تھے پونچھ سے مزدور لینے گئے۔مزدور تو اُن کو اُس وقت دستیاب نہ ہوسکے واپس گجرات آکر تانگے کی انتظار میں کھڑے تھے۔ کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ سلام دعا کے بعد فرمانے لگے کہ بھائی میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں مزدور نہ ملنے کی وجہ سے پریشان تو تھے ہی غصّے سے بولے اپنا راستہ ناپو میرے کب کے آشنا ہو کہ باتیں کرنا چاہتے ہو۔وہ بیچارے کچھ دور جا کر کھڑے ہوگئے۔ پھر دوبارہ آئے اور اپنے بیان کو دہرایا۔لیکن اس بار بھی شنوائی نہ ہوئی۔ اتنے عرصہ میں کوئی تانگہ بھی نہ آیا۔ کچھ وقت گزار کر وہ نیک دل فرشتہ سیرت اور باہمت انسان پھر والد صاحب کے پاس نہایت عاجزی وانکساری سے گویا ہوا کہ میرے عزیز بھائی میں پیغام دے کر خوش ہوں گا اور شائد آپ پیغام سن کر خوش ہوں۔ والد صاحب نے بہ مجبوری ہاں کی۔تو انہوں نے احمدیت کا پیغام کچھ اس انداز سے پیش کیا۔ کہ والد صاحب کو فوراً دادا جان کی وصیت یاد آگئی۔ پھر کیا تھا۔ تانگہ تو بھول گیا۔ وارفتگی کے عالم میں پیدل چل پڑے اور تقریباً اٹھارہ بیس میل کا فاصلہ پیدل چل کر گاؤں پہنچ کر سیدھے مولوی محمد دین صاحب کے گھر جا کر دستک دی۔ ہمارے گاؤں میں وہ پہلے احمدی تھے۔لوگ ان کو بہت ستایا کرتے تھے۔ ان کے گھر کوڑا کرکٹ پھینک جاتے تھے۔ جب والد صاحب نے دستک دی تو دروازہ کے پیچھے سے بولے کہ میں اس وقت نہیں کھول سکتا، صبح آنا۔ والد صاحب نے کہا مولوی صاحب میں نے احمدیت قبول کرلی ہے۔ اور اب بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مولوی صاحب یہ سنتے ہی دروازہ کھول کر والد صاحب سے چمٹ گئے اور روتے ہوئے فرمانے لگے۔ کہ آج سے آپ میرے لئے حضرت عمرؓ جیسی ڈھال ثابت ہوں گے۔ میرا ان شریر لوگوں نے چلنا اٹھنا بیٹھنا اجیرن بنا رکھا تھا۔صبح انشاء اللہ میں بیعت کا خط لکھ دوں گا۔ والد صاحب نے جوش میں آکر کہا مولوی صاحب اگر میں صبح تک زندہ نہ رہا تو آپ یہ ذمہ داری قبول کرلیں گے۔ مولوی صاحب نے فوراً دیا روشن کیا اور قلم دوات اور کاغذ لیکر بیعت کا خط لکھا۔ والد صاحب خط جیب میں ڈال کر گھر آگئے۔ اور میری والدہ صاحبہ سے کہا کہ آج میں نے خدا تعالیٰ کے پیارے رسولؐ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے امام آخر الزمان کی بیعت کرلی ہے۔ کیا میرے ساتھ امامِ وقت کی اطاعت وفرمانبرداری میں حصہ دار بنو گی۔ والدہ صاحبہ نے کہا۔ کہ انشاء اللہ آپ مجھے اس معاملہ میں ثابت قدم پائیں گے۔ اور میں آپ کا ہر دکھ درد میں ساتھ دونگی

نماز فجر مسجد میں ادا کی اور ساتھ ہی اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ آج کے بعد جو کوئی مولوی محمد دین صاحب کو دکھ دیگا۔ اس سے میں خود بدلہ لونگا۔ لوگ چہ مگوئیاں کرتے نماز کے بعد گھروں کو چلے گئے۔ جب تایا جی نے سنا کہ میرا بھائی احمدی ہوگیا ہے۔ تو وہ والد صاحب کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور جو کچھ منہ میں آیا کہہ گزرے جب وہ اپنا بخارِ دل نکال چکے تو والد صاحب نے اطمینان سے اپنے والدِ گرامی کی وصیّت یاد دلائی اور کہا کہ آپ کو تو پہل کرنی چاہئے تھی۔ لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وہ برابر ایک سال تک مخالفین کے سرپرست بنے رہے۔ لیکن اسی عرصہ میں ان کا بڑا بیٹا فضل کریم احمدی ہوگیا۔ جب تایا جی کو معلوم ہوا۔ تو وہ اور بھی غضب ناک ہوکر گالیاں دینے لگے۔ اور لوگوں سے کہتے تھے کہ خود تو ڈوبا تھا۔ اب میرے بیٹے کو بھی لے ڈوبا ہے۔ پھر کیا تھا۔ مکمل سوشل بائیکاٹ! حقّہ پانی بند!! والد صاحب جو اس وقت تک حقّہ نوش تھے۔ حقّہ توڑ دیا۔ اور مسجد کے کنواں کا پانی چھوڑ کر ہینڈ پمپ لگوالیا۔ اور ٹھیکیداری بھی فوراً چھوڑ دی کہ اس میں حرام کی ملونی ہے۔

اور کپڑے کی پھیری شروع کر دی۔ اور ساتھ ہی تبلیغ کا کام بھی ہونے لگا۔ ہمارے گاؤں سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں پیرکوٹ ہے۔ وہاں پر چوہدری صاحب داد چیمہ صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی چوہدری فضل داد چیمہ صاحب رہتے تھے۔ والد صاحب ان کے کنویں پر ہر اتوار کو جاتے اور ان کو تبلیغ کرتے دونوں بھائی نہایت شریف انسان تھے۔ وہ بڑے غور سے والد صاحب کی باتیں سنتے اور اپنے دل کی تسلّی کے لئے سوال جواب کا سلسلہ جاری رکھتے۔ والد صاحب حسب عادت ہر اتوار ان کے ہاں جاتے تبلیغ کرتے اور ساتھ ہی چوہدری صاحبداد صاحب کے بڑے صاحبزادے چوہدری سردار خان چیمہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف حقیقت الوحی پڑھنے کیلئے دی۔ وہ چونکہ سکول ٹیچر اور گاؤں کے نمبردار بھی تھے۔ اور اپنے خاندان میں نہایت سنجیدہ اور معاملہ فہم انسان تھے۔ کتاب حاصل کرتے ہی پڑھنے لگے۔ اور اپنے والد صاحب اور چچا صاحب کو سناتے رہے۔ اسی زمانہ میں چوہدری سردار خان چیمہ صاحب کے چھوٹے بھائی جو کہ فوج میں ملازم تھے۔ چھٹی پر گاؤں آئے ہوئے تھے۔ والد صاحب کو احمدیت کی تبلیغ کرتے اور اپنے بھائی صاحب کو 'حقیقت الوحی' سناتے دیکھا۔ تو جوش سے اپنے والد صاحب اور بھائی کو مخاطب ہوکر کہنے لگے۔ کہ میاں صاحب آپ کو اسلام سے برگشتہ کر دیں گے آپ کو ان کی باتیں نہیں سننی چاہیں۔ والد صاحب ان کی باتیں سنتے ہی جوش سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ کہ پُتّر جی میرے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو تم ان سے پہلے احمدیت قبول کرو گے۔ اور اس فقرہ کو بڑے جوش سے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے تین دفعہ کہا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ ایک عاجز بندے کی تحدّی سے کہی بات کیسے پوری ہوتی ہے۔ تقریباً چھ ماہ بھی گزرنے نہ پائے تھے۔ کہ ایک خط والد صاحب کے نام موصول ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ میاں صاحب آپ کو مبارک ہو۔ میں ہار گیا ہوں اور آپ جیت گئے ہیں۔ آپ کی دعا مقبول ہوگئی ہے اور میں خدا کے فضل سے احمدیت کے نور سے منور ہو چکا ہوں اب آپ نے میرے خاندان والوں کو احمدیت میں داخل کرنے کے لئے تبلیغ جاری رکھنی ہوگی تا کہ میرا خاندان احمدیت میں داخل ہوجائے۔ والد صاحب نے وہ خط جیب میں رکھا اور وضو کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوکر نہایت رِقت سے دعائیں کر کے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر بیری والے روانہ ہوگئے۔ چیمہ خاندان میں سے پہلے احمدیت قبول کرنے والے فرد کیپٹن محمد حسین چیمہ صاحب تھے۔ والد صاحب کنویں پر پہنچ کر حسب عادت تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ تو کیپٹن چیمہ صاحب کے برادرِ اکبر چوہدری سردار خان چیمہ صاحب بولے کہ میاں صاحب اگر آپ کے مرزا صاحب سچے ہوں گے تو ہمارا بھائی بقول آپ کے ہم سے پہلے احمدی ہونا چاہئے۔ پھر ہم بھی بخوشی احمدی ہوجائیں گے۔ والد صاحب نے جیب سے خط نکال کر چوہدری سردار خانصاحب کے ہاتھ میں تھما دیا۔ خط پڑھتے ہی والد صاحب سے بغلگیر ہو کر کہنے لگے کہ میاں صاحب آپ سچے اور آپ کے مرزا صاحب بھی سچے ہیں۔ آج سے ہم احمدی ہوئے۔ آپ کو مبارک ہو۔ اب ہماری بیعتیں کرانا آپ کا کام ہے۔ چنانچہ اسی دن تین گھرانوں پر مشتمل تقریباً چھوٹے بڑے بتیس افراد داخل احمدیت ہوئے۔ جو شمع نامعلوم احمدی بزرگ کے طفیل ہمارے گھر اور خاندان میں روشن ہوئی تھی۔ اسی کی روشنی سے تین اور گھرانے بھی منور ہوگئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سیرت، گمنام، نیک دل، فدائے احمدیت بزرگ کی لحد پر اپنے فضلوں کی ہمیشہ بارش کرتا رہے۔ آمین ثم آمین

❁❁❁❁❁

تبرکات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام تبرکات کو تاریخی طور پر مستند قرار دینے کے لئے اعلان ہذا کے ذریعہ ایسے احباب جن کی تحویل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی تبرک ہے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی قائم فرمودہ تبرکات کمیٹی کو درج ذیل ایڈریس پر اطلاع بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اطلاع آنے پر ان احباب کی خدمت میں ایک فارم بھجوایا جائے گا جسے پُر کر کے وہ کمیٹی کو واپس بھجوائیں گے۔ اس صورت میں کمیٹی ان تبرکات کا اندراج اپنے ریکارڈ میں محفوظ کر سکے گی۔

سیکرٹری تبرکات کمیٹی

دفتر نظارت تعلیم۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ پاکستان

ٹیلیفون نمبر: 00 92 4524 212473

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی سیرۃ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے سیدنا طاہر نمبر کی زینت ایک مضمون (مرتبہ: مکرم ساجد محمود بٹر صاحب) میں حضورؒ کی قبولیت دعا کے حوالہ سے کئی اعجازی نشانات بیان کئے گئے ہیں۔

ڈھاکہ میں ایک احمدی دوست اپنے کسی دوست کو تبلیغ کرتے تھے اور لٹریچر اور کیسٹس دیا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ اُن کو جماعت سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ اس دوران اُن کی آنکھوں کو ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ بصارت ضائع ہوجائے گی اور اسے بچانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس پر اُن کے دوستوں نے اُنہیں طعن و تشنیع شروع کردی کہ یہ احمدیوں کی کتابیں پڑھنے کی سزا ہے۔ انہوں نے اس پریشانی کا ذکر اپنے احمدی دوست سے کیا جنہوں نے حضورؒ کو دعا کے لئے لکھا۔ چند ہی دن میں اللہ کے فضل سے سارا نور واپس آگیا اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ بیماری کا نشان بھی باقی نہیں رہا۔

مکرم منصور احمد صاحب آف حیدرآباد (پاکستان) کے گلے میں تکلیف ہوئی جو کئی مہینوں پر محیط ہوگئی۔ کسی علاج سے افاقہ نہ ہوا تو انہوں نے حضورؒ کی خدمت میں لکھا۔ حضورؒ نے دعا کے ساتھ ایک ہومیوپیتھک دوا لکھی جو وہ پہلے بھی استعمال کرچکے تھے اور ایک شیشی میں گھر میں بھی پڑی تھی۔ حضورؒ کا خط آنے پر دوبارہ وہ استعمال کرنا شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمادی۔

ایران کی ڈاکٹر فاطمۃالزہرا نے اپنے اکلوتے بیٹے کے بارہ میں لکھا کہ اس کی ٹانگ میں اتنی کمزوری آگئی ہے کہ لنگڑا کر چلتا ہے اور ڈاکٹر کوئی تشخیص نہیں کرپارہے۔ جس دن انہوں نے دعا کا خط لکھا، اُسی دن سے وہ لاعلاج مریض روبصحت ہونے لگا اور بالکل صحت مند ہوگیا۔

ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب انڈین فارن سروس میں رہے، کئی کتب لکھیں۔ مثانہ میں کینسر ہوا تو امریکہ میں آپریشن کروایا جو ناکام رہا اور ڈاکٹروں نے چار سے چھ ہفتے کی زندگی بتائی۔ آپ نے حضورؒ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تو جواب آیا: ’’نہایت عاجزانہ فقیرانہ دعا کی توفیق ملی اور ایک وقت اس دعا کے دوران ایسا آیا کہ میرے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا۔ مَیں رحمت باری سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ یہ قبولیت کا نشان تھا‘‘۔ چنانچہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے چار سال تک فعال علمی اور تحقیقی زندگی گزاری جسے ڈاکٹر بھی معجزہ قرار دیتے تھے۔

لائبیریا کے مسٹر ماساکوئے صاحب کا دل بڑھ گیا اور پھیپھڑوں میں پانی پڑگیا۔ ڈاکٹر نے جو علاج بتایا، اُس پر فی خوراک چھ سو ڈالر خرچ آتا تھا۔ وہ پریشانی میں امیر جماعت کو ملے جنہوں نے حضورؒ کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا اور ہومیوپیتھی کا نسخہ بنا کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے مکمل شفا عطا فرمائی۔

مکرمہ امۃالحفیظ صاحبہ (ربوہ) ۱۹۸۶ء میں شدید بیمار ہوگئیں۔ بہت سا علاج کروایا لیکن طبیعت بگڑتی ہی گئی۔ آخر حضورؒ کی خدمت میں بیماری کی تفصیل لکھ کر بھیجی گئی۔ وہ خدا کو گواہ بناکر بیان کرتی ہیں کہ خط لکھتے ہی بیماری میں کمی کا احساس ہونا شروع ہوا۔ دو ہفتہ بعد حضورؒ کا جواب ملا ’’مَیں نے دعا بھی کی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آپ کو آرام آجائے گا‘‘۔ یہ خط پڑھتے ہی مکمل شفایابی کا احساس ہونے لگا اور اس کے بعد آج تک ویسی تکلیف نہیں ہوئی۔

اپریل ۱۹۸۰ء میں حضورؒ بحیثیت صدر مجلس انصاراللہ ایک مجلس سوال و جواب کے لئے تشریف لے گئے جہاں ایک بااثر غیرازجماعت ملک نذیر حسین صاحب لنگڑیال نے دعا کی قبولیت کے بارہ میں استفسار کیا۔ حضورؒ نے دعا کے فلسفہ پر روشنی ڈالی۔ حضورؒ کو بتایا گیا کہ ملک صاحب کا بیٹا جوان ہوچکا ہے، ہائی سکول میں پڑھتا ہے مگر سخت لکنت کی وجہ سے کسی سے بات بھی نہیں کرسکتا۔ کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔ حضورؒ نے دعا کی حامی بھری اور ایک دوا بھی لکھ کردی۔ اگرچہ ملک صاحب نے وہ دوا بازار سے منگوالی لیکن کھلانے سے پہلے ہی اُن کا بیٹا فرفر بول رہا تھا اور ساری لکنت غائب ہوچکی تھی۔

مکرم قریشی داؤد احمد ساجد صاحب مبلغ سلسلہ کی شادی کو سولہ سال ہوچکے تھے۔ کئی قسم کے علاج کروائے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ۱۹۹۹ء میں انگلستان تقرر ہوا تو حضورؒ سے ملاقات کے دوران دعا کی درخواست کی اور اپنے طور پر ایک ہومیوپیتھی دوا کا استعمال جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے شادی کے اٹھارہ سال بعد بیٹی عطا فرمائی۔

مکرم سیف اللہ چیمہ صاحب (نائیجیریا) اپنی بیوی کے ہمراہ حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ایک عرصہ شادی کو گزرچکا ہے لیکن کوئی اولاد نہیں۔ حضورؒ نے بے اختیار فرمایا: ’’بشریٰ بیٹی آئندہ جب آؤ تو بیٹا لے کر آنا‘‘۔ پھر جلد ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے نوازا۔

غانا کے ایک چیف نانااوجیفو صاحب نے عیسائیت سے توبہ کرکے حضورؒ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ جس کا محرک یہ بات تھی کہ اُن کی بیوی کا حمل ہر بار ضائع ہوجاتا تھا۔ عیسائی پادریوں اور دوسروں سے دَم کروائے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر انہوں نے امیر صاحب غانا کے ذریعہ حضورؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ حضورؒ نے جواباً لکھوایا: ’’آپ کو بچہ نصیب ہوگا اور بہت ہی خوبصورت اور عمر پانے والا بچہ ہوگا‘‘۔ جب اُن کی بیوی کو حمل ٹھہرا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ بچہ مرجائے گا لیکن حمل ضائع نہ کروایا گیا تو بیوی کی جان کو بھی شدید خطرہ ہے۔ چیف نے حضورؒ کے خط کا حوالہ دے کر کہا کہ بچہ اور بیوی کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ وہ ہر ہفتے دعا کی یاد کرواتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت ہی خوبصورت اور صحت مند بچہ عطا فرمایا اور اُن کی بیوی بھی بالکل ٹھیک رہیں۔

مکرم ملک نادر حسین کھوکھر صاحب کو غنڈوں نے پچاس لاکھ روپے تاوان کے بدلہ اغوا کرلیا۔ حضورؒ کی خدمت میں بار بار دعا کی یاددہانی کروائی گئی۔ آخر حضورؒ کی دعائیں مستجاب ہوئیں اور خلاف توقع نہ صرف ساتویں روز اُن کو رہائی مل گئی بلکہ وہ لوگ ایک سو معززین کا وفد لے کر معذرت کے لئے آئے اور پچاس لاکھ روپے وصول شدہ تاوان بھی واپس کرگئے۔

مکرم نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین ایم۔ٹی۔اے لکھتے ہیں کہ امریکہ و کینیڈا کے لئے ڈیجیٹل سروس شروع کرتے وقت ایک کمپنی سے ریسیور تیار کرنے کا معاہدہ ہوا۔ قیمت اگرچہ زیادہ تھی لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ پھر اچانک اُن کا معذرت کا فون آگیا۔ اس کی اطلاع ڈرتے ڈرتے حضورؒ کو دی گئی تو فرمایا: اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے اللہ! روح القدس سے ہماری مدد فرما۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ہی ایک اَور کمپنی نے جس کا ہمیں علم بھی نہیں تھا از خود ریسیور بنانے کی پیشکش کی اور ان کی قیمت پہلی کمپنی سے ایک تہائی تھی۔

……❀……❀……❀……

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے سیدنا طاہر نمبر میں مکرم نعیم اللہ خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ سے ۱۹۷۰ء میں انتخابات کے دوران تعارف کا موقع ملا جب مجھے مکرم چودھری انور حسین صاحب کے پاس شیخوپورہ بھجوایا گیا۔ حضورؒ ہمیں ہدایات دینے کے لئے رات کو آیا کرتے اور رات میں ہی واپس روانہ ہوجاتے۔ نہ تھکنے والی شخصیت تھے۔

میرے کاروبار میں ہر قسم کی مدد کی اور مشورے دیئے۔ عبادت کا بے حد شغف تھا۔ کراچی میں میرے پاس تشریف لاتے تو فرماتے کہ نماز کی امامت کرواؤ۔ مجھے ہچکچاہٹ ہوتی تو فرماتے کہ اگر تم نہیں پڑھاؤ گے تو مسافر ہونے کی وجہ سے آدھی پڑھوں گا۔ سادگی ایسی تھی کہ میرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر ہی سفر کرلیتے اور کار کے لئے کسی کو تکلیف نہ دیتے۔ دوران سفر چھوٹے ہوٹلوں پر بھی کھانا کھالیتے اور تکلّف نہ کرتے۔ ہمیشہ کھانے کی تعریف کرتے۔

حضورؒ کا حافظہ بہت عمدہ تھا۔ میرے والد کی دیکھی ہوئی ایک خواب کی تعبیر مجھے آٹھ سال بعد بتائی جب مَیں نے لندن جاکر حضورؒ سے ملاقات کی۔

سوویت یونین ٹوٹنے کے بعد مَیں نے بھی حضورؒ کی تحریک پر لبیک کہا اور کاروبار کے لئے ازبکستان آگیا۔ لیکن کاروباری حالات خراب ہونے پر مجھے قرغزستان منتقل ہونا پڑا۔ اس موقع پر حضورؒ نے بہت حوصلہ دیا اور ایک خط میں فرمایا: ’’انشاءاللہ آپ کے تمام نقصانات پورے ہوجائیں گے‘‘۔ بعد میں حضورؒ کے الفاظ لفظ بلفظ پورے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے کاروبار میں بہت برکت ڈالی۔

……❀……❀……❀……

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے سیدنا طاہر نمبر میں حضورؒ کے عجز و فروتنی کے بعض واقعات حضرت مرزا عبدالحق صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ خلیفہ بننے سے قبل بعض ایسے اجلاسات میں شامل ہوتے جن میں مَیں بھی شامل ہوتا تو اجلاس کے بعد مجھے بس پر چڑھانے کے لئے تشریف لے آتے اور پھر سارا وقت سڑک کے کنارے کھڑے رہتے۔

کسی مجلس میں مرکزی جگہ کی بجائے حضورؒ ایک طرف ہوکر بیٹھتے تھے۔ خلافت کے بعد صدارت کے مقام پر بیٹھنا مجبوری تھی لیکن لندن میں ایک بار آپ نے جلسہ کے چند مہمانوں کو کھانے پر بلایا جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) بھی شامل تھے۔ جب حضورؒ تشریف لائے تو میز کے ایک طرف بیٹھ گئے۔ مَیں نے گزارش کی کہ حضورؒ مرکزی جگہ پر تشریف لے آئیں تو فرمایا کہ میرا یہی مقام ہے اور وہاں حضرت مرزا منصور احمد صاحب بیٹھیں گے۔

……❀……❀……❀……

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۷/۲/دسمبر ۲۰۰۳ء (سیدنا طاہر نمبر) کی زینت حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کا یہ ارشاد بھی بنایا گیا ہے: ’’جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے ہوتی ہے یا جماعت کو خلیفہ سے ہوتی ہے اس کی کوئی مثال دنیوی تعلقات میں کہیں دکھائی نہیں دیتی اور یہی محبت ہے جو پھر انتشار کرتی ہے آپس میں جس طرح ایک مرکز پر شعاعیں اکٹھی ہوں اور پھر منتشر ہوکر اردگرد پھیلیں۔ …… مَیں اپنی ساری زندگی کی تاریخ اور تجربے پر نگاہ ڈال کر بیان کر رہا ہوں۔ مَیں نے دیکھا ہے جن کو خلیفہ وقت سے زیادہ محبت ہوتی ہے وہی آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ جن کے دل میں بغض اور دوریاں ہوتی ہیں وہ آپس میں بھی بغض کرتے اور ایک دوسرے سے دُور ہوجاتے ہیں۔‘‘ (الفضل ۷/اگست ۱۹۹۴ء)

……❀……❀……❀……

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 — Friday April 16, 2004 — Issue No. 16

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ﴾

(سورۃ البینہ:۹)

حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

۱۰/اپریل ۱۹۰۰ء مطابق ۹/ذوالحجہ عرفات کے دن صبح دس بجے کے قریب عاجز نے ایک رقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں ارسال کیا۔اس میں لکھا کہ آج عرفات کا دن ہے میرے لئے دعا فرمائیں۔ اس کے نتیجہ میں حضور نے میرے عریضہ کے نیچے یہ تحریر فرما کر حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدینؓ کے پاس بھجوا دیا کہ سیٹھ اسماعیل آدم کی یہ تحریر پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ عرفات کے دن ہمیشہ مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور جماعت کے لئے دعائیں کرتا ہوں لیکن اس تحریک سے مَیں چاہتا ہوں کہ آج قادیان میں جو احباب موجود ہیں ان کے نام لکھوا کر مجھے بھیج دیں تا کہ مَیں نام بنام ہر ایک کے لئے دعا کروں۔‘‘۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے شیخ یعقوب علی صاحب ترابؔ (حال عرفانی) ایڈیٹر الحکم کو بلا کر یہ کام ان کے سپرد کیا۔انہوں نے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا اور ایک چھوٹا اشتہار بھی اسی وقت اس مضمون کا شائع کر کے اسی دن احباب کے ہاتھوں میں پہنچا دیا۔ اسی شب حضرت اقدس علیہ السلام کو خطبہ الہامیہ سنانے کا خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا۔صبح عید کے دن حضرت اقدس نے یہ خطبہ سنا دیا۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور مولانا نورالدین خلیفہ اوّلؓ لکھتے جاتے تھے ۔ جب حضرت اقدس سنا چکے تو آپؑ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مَیں ڈرتا تھا کہ اتنا لمبا خطبہ مَیں زبانی کس طرح سنا سکوں گا۔مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے توفیق ملی اور مَیں خدا تعالیٰ کا پیغام سنا سکا۔مَیں نے اس خطبہ کے متعلق یہ خیال کیا تھا کہ اگر مَیں نے پوری طرح سے اس خطبہ کے سنانے میں کامیابی حاصل کی تو مَیں سمجھوں گا کہ جن احباب کے لئے نام بنام مَیں نے دعائیں کی ہیں وہ قبول ہو گئی ہیں۔ اتنا فرما کہ آپ سجدۂ شکر میں گر گئے۔اور بڑی دیر تک سجدہ میں دعا فرماتے رہے۔ احباب حاضرین نے بھی اس سجدۂ شکر میں جہاں جہاں بیٹھے تھے اسی طرح متابعت کی۔الحمدللہ۔

اسی دن یعنی ۱۱/اپریل ۱۹۰۰ء بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ کے صحن میں دو گروپ میں حضرت اقدس کا فوٹو مع احباب جماعت لیا گیا۔ پہلے مَیں عاجز بھی درمیان حضرت خلیفہ رشیدالدین صاحب ومفتی محمد صادق صاحب حضرت اقدس کے پیروں کے پاس نیچے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اگر کسی کے پاس یہ فوٹو ہو تو دیکھ سکتا ہے۔ اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے ۔ اور ہزاروں احباب نے بمبئی میں اور پونہ میں دیکھی ہے۔

دعا گو، دعا کا طالب، اسماعیل آدم۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۔ ۱۲/ستمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۳)

❁❁ ❁ ❁❁

قائداعظم کے نظریات سے فرار کے خوفناک نتائج

پاکستان کے محبّ وطن صحافی جناب قیوم نظامی کے قلم سے روزنامہ ’’دن‘‘ لاہور ۲۵ دسمبر ۲۰۰۳ء کے صفحہ ۷ پر حسب ذیل فکر انگیز نوٹ شائع ہوا ۔ دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

’’جنوبی ایشیا پر نظر رکھنے والے عالمی شہرت یافتہ تاریخ نویس سٹینلے والپورٹ نے اپنی مقبول عام تصنیف ’’جناح آف پاکستان‘‘ میں قائداعظم کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

’’چند افراد نے نمایاں طور پر تاریخ کا راستہ تبدیل کیا ۔ بہت کم نے دنیا کا نقشہ تبدیل کر دیا اور شائد ہی کوئی نیشن سٹیٹ قائم کرنے میں کامیاب ہوا ہو، قائداعظم نے یہ تینوں کارنامے انجام دیئے‘‘۔

’’قائداعظم نے قیام پاکستان کے فیصلے کے بعد ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کیا جو ایک باضابطہ پالیسی خطاب تھا مگر آج نظریہ پاکستان کے علمبردار اس خطاب کو اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں‘‘۔ہم قائداعظم کے بنیادی اور تاسیسی نظریات سے کتنے دور جا چکے ہیں اس دوری کا خمیازہ بھی بھگت رہے ہیں مگر سبق حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ۔

بانی پاکستان نے تاسیسی خطاب میں فرمایا:

’’آپ آزاد ہیں ۔آپ اپنے مندروں میں جانے کے لئے آزاد ہیں، آپ اپنی مسجدوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں، آپ پاکستان کی سیاست میں اپنے عقیدے کے مطابق عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں ۔ آپ کا تعلق کسی مذہب ، ذات یا عقیدے سے بھی ہو اس کا تعلق ریاست کے کاروبار سے نہیں ہوتا۔ جب وہ اس جہان سے رخصت ہو گئے ہم نے ان کے پاکستان کی آن اور وقار کا کوئی خیال نہ کیا پاکستان قائداعظم کا مرہون منت تھا۔اس کی تشکیل اور تعمیر ان کے سیاسی فلسفہ کے مطابق ہونی چاہئے تھی مگر افسوس ہم نے قائد کے نظریات کو ترک کر دیا اور پاکستان اپنی تاسیسی روح سے محروم ہو گیا ۔ ہم آج بحیثیت قوم بھٹک رہے ہیں اور اپنے مستقبل سے مایوس ہیں‘‘۔

نیز لکھا۔:

’’ ہم نے قائداعظم کی اس رولنگ پر عمل کرنے کی بجائے اسے نظرانداز کر دیا۔آج نتیجہ یہ ہے کہ ہم بحیثیت قوم انتشار اور گروہ بندی کا شکار ہیں **جب ریاست نے خود مذہبی معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا تو ریاست گھمبیر اَن دیکھے مسائل میں پھنس کر رہ گئی ۔ ریاست نے مختلف فرقوں کی حوصلہ افزائی کی اور بعد میں انہی فرقوں سے مزاحمت شروع کر دی۔** چنانچہ اس طرح امن امان اور جان و مال کے مسائل پیدا ہوئے‘‘۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تونے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

(دررسالہ ’’ تعلیم و تربیت ‘‘ لاہور دسمبر ۲۰۰۳ء صفحہ ۱۱)

❁❁ ❁ ❁❁

بیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

تیری یاد آئی جو رات بھر سبھی زخم اپنے ہرے ہوئے
کہ چھلک اُٹھے ہیں کنارِ جاں سے بھی غم کے جام بھرے ہوئے
تیری فرقتوں کے اداس لمحے مری نگہہ میں ٹھہر گئے
تیرے ہجر کے سبھی قافلے ہیں دیارِ دل پہ رُکے ہوئے
تیری دلنواز محبتوں کا ہی عکس شیشۂ جاں میں ہے
سبھی رنگ تیرے جمال کے میری چشم تر میں کھِلے ہوئے
تیری چاہتوں کے گلاب تھے سرِ نگاہ سجا لئے
تیری فرقتوں کے عذاب ہیں کہ ہیں لوحِ دل پہ لکھے ہوئے
وہی شام ہجر کی داستاں ، وہی زخم زخم کہانیاں
وہی داغ فرقت یار کے در و بام پر ہیں سجے ہوئے
یہ محبتیں بھی عجیب ہیں کہ نگاہِ ناز کے سلسلے
کبھی قربتوں کے حصار میں ،کبھی لامکاں سے ملے ہوئے

(ڈاکٹر حافظ فضل الرحمن بشیر ۔مورو گورو۔تنزانیہ)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہمارا اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے‘‘۔

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔